ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۴ | بابت ماہ جنوری ۱۹۱۹ء مطابق ربیع الاول ۱۳۳۷ھ | نمبر ۱

فہرست مضامین

جوابات اعتراضات شیعہ	۱-۱۶	سید صادق حسین صاحب اٹاوی
مسیحی معجزات کی شان بجواب رسالہ حقایق القرآن	۱۷-۳۰	نومسلم فاضل کابلی
اذان کی ابتداء اور اسکی فلاسفی	۳۱-۳۶	مولوی جلال الدین صاحب

قیمت سالانہ

عوام سے عا

طلباء سے ۱

غیر ممالک سے ۳

[illegible] مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا

بہ بسم اللہ بگیرم خامہ را

کشمکش میں ہے کامرانی شوق ـ مجھ کو ابرام ہے انہیں انکار

کئی مہینوں سے متواتر عرض کر رہا ہوں کہ دوستو! خدارا اپنے تشحیذ کی خبر لو۔ اس کی آمد خرچ سے بہت کم ہے۔ رسالہ سلف سپورٹ نہیں۔ چھ سات سو قرض ہو گیا۔ اس کا نتیجہ معلوم اگر اس کی ضرورت نہیں تو صاف کہہ دیجئے کہ پڑھنا ہمیں منظور نہیں۔ اور اگر ضرورت ہے اور فی الواقعہ ہے پھر اسکے مضمون بھی ایسے ہی ہیں۔ جیسا کہ آپ کو اعتراف ہے تو مہربانی سے اسکے جاری رکھنے کا بندوبست بھی کیجئے۔ اور اگر کوئی بات قابل اصلاح ہے تو ارشاد فرمائیے میں تعمیل کو حاضر ہوں۔ یا تو وہ دن تھے کہ اسکی اشاعت ۱۲۰۰ سے متجاوز یا یہ دن کہ مجھ بتاتے بھی شرم دامنگیر ہو ؎

کیا ہوئیں آسانیاں وہ روزگارِ وصل کی ــــ اب تو ہم ہیں اور رنجِ بے شمارِ انتظار

حضرات! میں صاف الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ ؎

اب تو اُٹھ سکتا نہیں آنکھوں سے بارِ انتظار ــــ کس طرح کاٹے کوئی شبہائے تارِ انتظار

بہت جلد اس قرض کے اُتارنے کے لئے اعانت کیجئے اور نہ صرف خود خریدار رہیئے بلکہ حلقہ احباب میں تحریک کرکے کم از کم ایک ہزار تک خریدار پہنچا دیجئے ورنہ ما بخیر شما سلامت والا مضمون ہو گا ؎

صبر کی طاقت نہیں باقی دل مایوس میں ــــ دیکھئے کیونکر بسر ہو روزگارِ انتظار

میری آہیں نارسا میری دعائیں نا قبول ــــ یا الہٰی کیا کروں میں شرمسارِ انتظار

جنازہ غائب ۔ ڈاکٹر عمر الدین صاحب انچارج مچاکوس ہسپتال (افریقہ) کی اہلیہ انفلوائنزا سے وفات پا گئیں۔ مرحومہ کا جنازہ برادران جماعت احمدیہ اپنے اپنے مقامات پر پڑھ دیں (۲) حافظ فتح محمد صاحب مندرانی احمدی کی اہلیہ بھی فوت ہو گئیں ان کا جنازہ بھی پڑھا جاوے ٭

ضرورت نکاح ۔ ایک مدرس عمر ۴۲ ماہوار تنخواہ ۳۵ سادہ نکاح کے خواہشمند ہیں پہلی بیوی چار بچے چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ خط و کتابت معرفت تشحیذ قادیان ہو ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء

جوابات اعتراضات شیعہ

از صادق اٹاوی

نمبر (۱)

اعتراض (۱) اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ اور ترمذی وغیرہ میں لکھا ہے کہ شیخین نے ایک مرتبہ رسول خدا کے پاس اسدرجہ کلام کیا کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ پس قرآن و حدیث کے مطابق ابوبکر و عمر میں نہ خلافت نبوت کی اہلیت تھی نہ ان کے ایمان کا ٹھکانا تھا۔

جواب۔ پوری آیت سورہ الحجرات میں اسطرح ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان

تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون ۰ ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ اولٰئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوٰی لہم مغفرۃ و اجر عظیم ۰

ترجمہ۔ اے ایماندارو اونچی نہ ہو تمہاری آواز نبی کی آواز سے اور مقابلہ نہ کرو یعنی چیخو مت جیسے مقابلہ کیا کرتے ہو ایک دوسرے سے۔ ایسا نہ ہو کہ اکارت ہو جائے تمہارا سب کچھ کیا کرایا۔ اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی لوگ ہیں کہ اللہ نے امتحان لیا انکے دلوں کا تقوٰی کے لیئے۔ ان کے لیئے مغفرت ہے اور اجر عظیم۔

پس (الف) اس آیت میں جو نہی ہے وہ نزول آیہ کے ماقبل زمانہ سے متعلق نہیں ہو سکتی۔ (ب) اس آیت کی بناء پر لفرض محال اگر کوئی اعتراض شیخین پر ہو سکتا ہے تو اسی صورت میں کہ جب شیخین کو مؤمنوں میں داخل تسلیم کیا جائے۔ اور شیعہ ان کو مومن تسلیم نہیں کرتے۔ پس وہ شیخین پر یہ اعتراض بھی نہیں کر سکتے۔ (ج) اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ شیخین کے اعمال وقت نزول آیہ تک حبط نہیں ہوئے۔ اور خداوند تعالیٰ ان کو آئندہ کے لیئے ایسی تدبیر بتاتا ہے۔ جس سے ان کے اعمال حبط ہونے نہ پائیں۔ اس لئے اقل درجہ شیخین کا وقت نزول آیہ تک صالح الاعمال ہونا ثابت ہوا۔ پس معترض صاحب کم سے کم وقت نزول آیہ تک شیخین کا مؤمن و صالح الاعمال ہونا تسلیم کر لیں۔ پھر یہ اعتراض پیش کریں۔

شان نزول کے متعلق ترمذی وغیرہ کا جو حوالہ دیا ہے۔ وہ حدیث حسب ذیل ہے۔ صرف ترجمہ حدیث نقل کیا جاتا ہے۔ عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ چند اشخاص بنی تمیم کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتمیں حاضر ہوئے۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ قعقاع بن سعد بن زرارہ کو ان پر حاکم مقرر کر دیجئے۔ اور حضرت عمر رض نے کہا کہ اقرع بن حابس کو ان پر حاکم مقرر کر دیجئے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خواہ مخواہ تم کو میرے خلاف ہی میں رائے دینی منظور ہے۔ تو حضرت عمر نے کہا نہیں مجھے آپ سے اختلاف کرنا مقصود نہیں ہے۔ غرض کہ دونوں میں کچھ تکرار ہونے لگی۔

حتی کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یاایھا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ سے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی تک۔ بخاری ترمذی۔ نسائی اسکے راوی ہیں۔ (تلخیص الصحاح جلد ا صفحہ ۲۳۶-۲۳۷)

معترض نے بربنائے حدیث ہذا جو اعتراض شیخین پر کیا تھا کہ حضرت رسول خدا کے پاس انہوں نے اپنی آوازوں کو بلند کیا۔ اس کا جواب اوپر ہو چکا ہے۔ مگر اس حدیث سے شیخین کے جو مراتب عالیہ ثابت ہوتے ہیں وہ قابل توجہ ہیں۔ (۱) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہو کہ شیخین رسول خدا کے مصاحب تھے۔ (۲) شیخین کو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور اسقدر رسوخ حاصل تھا کہ وہ لوگوں کو جماعتوں کا حاکم مقرر کرانے کے لئے حضرت رسول خدا سے سفارش کیا کرتے۔ (۳) اگر حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آزادانہ مشورہ لیتے ہوئے شیخین کے باہم کچھ اختلاف رائے ہو جاتا حتی کہ زبانی تکرار ہوکر دونوں کی آوازیں بلند ہو جاتیں۔ تاہم حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان سے ناخوش نہیں ہوئے تھے۔ پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے ثابت ہوا کہ آنحضرت کے نزدیک شیخین خواص اصحاب میں سے تھے۔

اور اگر معترض صاحب کا یہ خیال ہو کہ شیخین میں زبانی تکرار ہونا ایسا نقص ہے۔ جس سے وہ خلافت نبوت کے اہل نہیں قرار پاسکتے۔ تو یہ خیال باطل ہے۔ کیونکہ اہلسنت شیخین کو فرشتہ یا نبی یا معصوم نہیں جانتے۔ بلکہ ان کو مقدس انسان جانتے ہیں۔ لوازم بشریت انہیں موجود ہونا مانتے ہیں۔ علاوہ بریں اہلسنت کے نزدیک دو مومن بھائیوں میں کسی بات پر اتفاقیہ زبانی تکرار ہو جانا ان کے ایمان اور تقدس کے منافی نہیں۔ شیعہ اگر ایسی بشری تکرار کو منافی ایمان و تقدس جانتے ہیں تو ذیل کی مثالوں سے ان کو اپنے خیال کی اصلاح کرنا چاہیئے۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو قوم بنی اسرائیل پر سردار مقرر کرکے کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیبت میں سامری کی تحریک سے بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی اختیار کی۔ اور ہارون علیہ السلام کی نصیحت کو

اُنہوں نے نہ مانا۔ تو موسیٰ علیہ السلام وحی آلہی سے اس واقعہ کی خبر پاکر کوہ طور سے واپس تشریف لائے۔ سورہ طٰہٰ میں یہ واقعہ درج ہے۔ فرجع موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا۔ تو موسیٰ واپس آیا اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرا ہوا افسوس کرتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر عتاب کرکے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی پکڑلی اور سر کے بال پکڑ کر کھینچے۔ قرآن شریف کے سولہویں پارہ سورہ طٰہٰ میں یہ واقعہ ان الفاظ میں حضرت ہارون کی زبانی بیان کیا گیا ہے۔ قال یبنؤمّ لا تاخُذ بلحیتی ولا براسی کہا اے میری ماں کے بیٹے میری ڈاڑھی کو ہاتھ نہ لگا۔ اور نہ میرا سر پکڑ۔

اب معترض صاحب غور فرمائیں کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون دونوں نبی تھے۔ جب ان کی اس جنگ سے ان کی نبوت اور عصمت میں کچھ فرق نہیں آسکا۔ تو شیخین کی زبانی تکرار سے انکی اہلیت خلافت میں کیا فرق آسکتا ہے۔

(۲) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ علیہ السلام ہیں اور حدیث منزلہ کی بنا پر جناب امیر کو حضرت ہارون سے مشابہت دیجاتی ہے۔ اسلئے ایک روایت جو ذیل میں مناسب مقام سمجھ کر درج کی جاتی ہے۔ دلچسپی سے خالی نہ سمجھی جائیگی۔

ترمذی میں حضرت علی سے روایت ہے۔ قال کنت شاکیا فمر بی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا اقول اللّٰھم ان کان اجلی قد حضر فارحنی وان کان متاخرا فارفغنی وان کان بلاءً فصبرنی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیف قلت فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ وقال اللّٰھم عافہ او اشفہ شک الراوی قال فما اشتکیت وجعی بعد۔

ترجمہ۔ مَیں بیمار تھا کہ میرے پاس رُسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں کہہ رہا تھا۔ بارِ خدایا اگر میری موت قریب آگئی ہے۔ تو مجھے راحت دے۔ اور اگر میری موت میں تاخیر ہے۔ تو میری زندگی فراخ کر۔ اور اگر یہ بیماری میرے لئے آزمایش ہے تو مجھے صبر کی توفیق دے رُسول خدا نے فرمایا۔ پھر تو کہو کیا کہا۔ سو علیؓ نے جو کچھ کہا تھا۔ آپ کے سامنے اس کا اعادہ کیا۔ آپ نے علیؓ کے ایک لات ماری اور فرمایا خداوندا اسے صحت یا شفا دے۔ راوی کو

ان دو کلموں میں سے ایک کی تعیین میں شک ہے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ سو اسکے بعد میننے اپنی بیماری کی کبھی شکایت نہیں کی۔

(۳) حضرت عقیل حضرت علی رضؓ کے بڑے اور حقیقی بھائی تھے۔ عقیل غریب آدمی تھے اور اہل وعیال کا بار ان کے ذمہ تہا۔ حضرت علی کے عہد خلافت میں عقیل کے بال بچوں کے خرچ کو روزینہ بقدر کفایت جو مقرر ہو گئے تھے۔ جو ہر روز ان کو ملتے تھے۔ اور اسی پر تمام گھر بار کا کھانا چلتا تھا۔ ایک روز حضرت عقیل نے حضرت علی سے ایک صاع گندم کی درخواست کی۔ اسکے جواب میں حضرت علی نے اپنے بڑے بھائی عقیل کے ساتھ جو برتاؤ کیا اس کا ذکر نہج البلاغۃ مترجم اُردو صفحہ ۳۱۸ - ۳۱۹ سے اقتباساً لکھا جاتا ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں:۔

"میننے ایک لوہے کے ٹکڑے کو اسکے امتحان کیواسطے گرم کیا۔ اس گرم شدہ قطع حدید کو اسکے جسم کے قریب لے گیا تاکہ اس سے اسی عبرت حاصل ہو۔ اس نے اسکی سوزش کو محسوس کرکے ایسی فریاد کی۔ جیسے نہایت ہی دردمند فریاد کیا کرتا ہے۔ اور قریب تہا کہ داغ دینے سے اس کا بدن سوختہ ہو جائے"

اسکے بعد حضرت عقیل حضرت علی کے پاس حلوئی ہدیۃً لائے۔ اسپر حضرت علی نے حضرت عقیل کی جو تعظیم وتوقیر کی۔ اس کا ذکر خود حضرت علی کی زبان سے صفحہ ۳۱۹ میں اسطرح درج ہے۔ "کیا تو مخبوط الحواس ہے؟ مجنون ہے؟ کیا تو بیہودہ گو ہے؟ آخر بیچارے عقیل حضرت علی کے اس معصومانہ برتاؤ سے تنگ آکر امیر معاویہ کے پاس شام میں چلے گئے۔ اور بقیہ ایام زندگی بسر کرکے وہیں فوت ہوئے۔

(۴) معصوم اور معصومہ کی لڑائی

شیعہ صاحبوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضؓ فدک کے متعلق ابوبکر کے پاس تشریف لی گئیں۔ حضرت عمر سے اچھا پائی ہوئی۔ اور غضبناک حالتیں جب اپنے گھر واپس آئیں۔ تو انہوں نے حضرت علی پر اس طرح جہاد لسانی کیا۔ جس طرح حق الیقین صفحہ ۲۳۴ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے "حضرت امیر المومنین علیہ السلام انتظار معاودت او

مے کشیدہ چوں بمنزل قرار گرفت خطابہائے درشت باسید اوصیا نمود کہ مانند جنین در رحم پردہ نشین شدۂ مثل خائنان در خانہ گریختہ۔ بعد ازانکہ شجاعان دہر را بر خاک ہلاک افگندی مغلوب اینان گردیدہ اینک پسر ابو قحافہ بظلم و جبر بخشیدۂ مرا و عطیت فرزندانم از من میگیرد و باواز بلند با من مخاصمہ و لجاج میکند و انصار مرا یاری نمے کنند و مہاجران خود بکنار کشیدہ اند و سائر مردم دیدہ ہا را پوشیدہ اند نہ دافعے دارم و نہ یاورے و نہ شافعے۔ خشمناک بیرون رفتم و غمناک برگشتم خود را آمیں کردی۔ در روزیکہ دست از سطوت خود برداشتی گرگان مے درند و سے برند وانو جانے خود حرکت نمے کنی۔ کاش پیش ازیں ذلت و خواری مردہ بودم۔ وائے برمن در ہر صبحے و شامے محل اعتماد من مرد و یاور من سست شد۔"

پس بلحاظ امثلہ مذکورہ بالا شیخین پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ بلکہ مدعیان عصمت ائمہ کا دعوے باطل ہوتا ہے۔ اب معترض صاحب کو چاہیئے کہ اپنے حسب حال یہ مصرعہ پڑھیں

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ؎

اعتراض (۱) حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں قلم دوات منگایا کہ وصیت نامہ لکھوا دیں۔ عمرؓ نے کہا ہمیں کتاب اللہ کافی ہے۔ اور یہ بھی کہا۔ ان الرجل لیہجر۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ قوموا عنی ولا ینبغی التنازع۔ یعنی دور ہو جاؤ۔ میرے پاس جھگڑا جائز نہیں۔

جواب۔ وہ حدیث جس پر یہ اعتراض مبنی ہے حسب ذیل ہے۔ عن ابن عباسؓ قال لما حضر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی البیت رجال فیہم عمر بن الخطابؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ قال عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ تعالی فاختلف اھل البیت فمنہم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومنہم من یقول ما قال عمرؓ فلما اکثروا اللغط والاختلاف قال

صلی اللہ علیہ وسلم قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وھو یقول ان الرزیة کل الرزیة ما حال بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین کتابہ اخرجہ الشیخان۔

ترجمہ۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات حاضر ہوئی۔ اور گھر میں آدمی تھے جنمیں عمر بن خطاب بھی موجود تھے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھدوں تاکہ اس تحریر کے بعد تم میں کبھی تنازع نہ ہو۔ اور اختلاف نہ پڑے۔ تو عمر نے کہا کہ البتہ حضرت پر درد غالب ہے (کہ حضرت کو لکھانے میں تکلیف ہوگی) اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے۔ خدا کی کتاب ہم کو کافی ہے (یعنی لکھنا چنداں ضرور نہیں) پھر گھر والوں میں اختلاف ہوا۔ انمیں سے بعض کہتے تھے۔ کہ کاغذ نزدیک لاؤ۔ تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکھدویں۔ بعضے کہتے تھے۔ جو عمر نے کہا پھر جب انمیں شور وغل اور اختلاف ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُٹھ جاؤ میرے پاس سے اور میرے پاس جھگڑنا لائق نہیں۔ پھر ابن عباس نکلے کہتے ہوئے تحقیق مصیبت ہے کل مصیبت وہ چیز کہ مانع ہوئی۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لکھنے سے شیخین اسکے راوی ہیں۔ (تلخیص الصحاح جلد ۶ صفحہ ۶۷)

اس حدیث کے مضمون کو غور وفکر کے ساتھ پڑھنے کے بعد حضرت عمر پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انہوں نے جو رائے دی اس سے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال محبت ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت شدت مرض کی وجہ سے اسوقت فی الواقع نازک تھی۔ حضرت عمر کے دل نے گوارا نکیا کہ اسوقت آپ کو کوئی دستور العمل لکھوانے کی تکلیف دیجائے۔ اسلئے انہوں نے کہا کہ اے لوگو تمہارے پاس قرآن کریم موجود ہے جو ایک جامع اور مکمل کتاب ہے۔ جسکی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اب جو کچھ فرمائینگے وہ انہیں امور کی تائید ہوگی۔ جو پہلے بیان فرما چکے ہیں۔ یہ رائے۔ یہ ہماری حضرت عمر کی نہایت صائب تھی۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد ازیں اسی رائے پر عمل فرمایا اور

اور کوئی ہدایت نامہ تحریر نہ کرایا۔ اگر اللہ تعالٰے کا منشاء ہوتا۔ کہ کوئی ہدایت نامہ ضرور لکھا جائے تو بذریعہ وحی الٰہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ضرور اطلاع دیجاتی۔ اور اگر پہلے سے اطلاع دے دی گئی ہوتی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر وغیرہ کے روکنے سے کبھی نہ رکتے بلکہ حضرت عمر پر عتاب فرماتے۔ مگر نہ خدا نے اسبارہ میں کوئی وحی بھیجی نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ہدایت نامہ لکھوایا۔ اسلئے یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ حضرت عمر کی رائے خدا اور رسول کی پسندیدہ رائے تھی۔ پس حضرت عمر پر اعتراض درحقیقت خدا اور رسول پر اعتراض ہے۔ ونعوذ باللہ منہ۔ دوسری حدیث جو اس اعتراض کی بناء ہے۔ وہ صحیح بخاری جلد ثالث مطبوعہ مصر صـ۱۲۲ میں حسب ذیل ہے۔

حدثنا قتیبہ حدثنا سفیان عن سلیمان الاحول عن سعید بن جبیر قال قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس اشتد برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ فقال ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ماشانہ اھجر استفھموہ فذھبوا یردون علیہ فقال دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصاھم بثلاث قال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم و سکت عن الثالثۃ او قال فنسیتھا۔

یعنے ابن عباس سے روایت ہے کہ جمعرات کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر درد کی شدت ہوئی تو آپنے فرمایا۔ لاؤ میں تمہیں ایک نوشتہ لکھوا دوں۔ جس سے تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ تو لوگوں نے آپسمیں جھگڑا کیا۔ اور نبی کے پاس جھگڑنا شایان نہ تھا۔ پھر لوگوں نے کہا۔ آنحضرت ع کا کیا حال ہے۔ کیا آپنے ہجروں کی طرح گفتگو کی۔ سو آپ سے پوچھو تو پس شروع کیا انہوں نے بار بار پوچھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تو آپنے فرمایا چھوڑ دو مجھکو اس شغل میں جسمیں میں ہوں کہ وہ شغل اس سے بہتر ہے۔ جس کی طرف مجھ کو بلاتے ہو۔ اور آپنے صحابہ کو تین وصیتیں کیں۔ ایک یہ کہ نکال دو مشرکوں کو جزیرہ عرب سے اور انعام ایلچیوں کو جیسا کہ میں دیتا تھا انکو۔ یہ کہہ کے خاموش ہو گئے تیسری وصیت سے یا کہا

کہیں اس کو بھول گیا۔

اس حدیث میں جو الفاظ ماشانہ اہجر فاستفہموہ آئے ہیں۔ انکی بنا پر شیعوں نے حضرت عمرؓ کو اعتراض کا نشانہ بنایا ہے۔ مگر حدیث کے کسی لفظ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ کہ یہ الفاظ حضرت عمرؓ کی زبان سے نکلے تھے۔ اور قرینہ عقلی اسباب کا متقضی ہے کہ یہ الفاظ حضرت عمرؓ کی زبان سے نہیں بلکہ اس شخص یا اس فریق کی زبان سے نکلے ہوں جو کتابت پر زور دیتا تھا۔ کیونکہ اسی کی طرف سے بطور دلیل یہ بات پیش ہو سکتی تھی کہ آنحضرتؐ کے اس حکم کی تعمیل اگر ضروری نہیں۔ تو کیا آپ کا یہ ارشاد کہ لاؤ تمہیں ایک نوشتہ لکھوا دوں۔ جس سے تم کبھی گمراہ نہ ہو گیا بے خبروں کی طرح کلام ہے۔ اگر تمہارے خیال میں ایسا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر پوچھ لو پس ان الفاظ سے حضرت عمرؓ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ بلکہ اس فریق پر وارد ہوتا ہے۔ جو کتابت پر زور دیتا تھا۔ اور وہ شیعوں کے مسلک پر شیعوں کا گروہ ہی ہے۔ جس نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں ایسے نازیبا الفاظ زبان سے نکالے۔

اگر معترض صاحب کہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے امر کی تعمیل واجب تھی۔ اور واجب کا تارک گنہگار ہوتا ہے اسلئے عمرؓ گنہگار ہوئے تو جواب اس کا یہ ہے کہ اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صیغہ امر وجوب اباحت ندب تہدید ارشاد اور ایجاد وغیرہ بہت سے معانی کے لئے آتا ہے۔ اس موقع پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم وجوب کے لئے نہ تھا۔ بلکہ ندب و ارشاد کے طور پر تھا۔ اسلئے حضرت عمرؓ گنہگار نہیں ہوئے۔ کیونکہ امر جو ندب اور ارشاد کے طور پر ہو۔ اسکی مخالفت نیک نیتی کے ساتھ کرنیوالا گنہگار نہیں ہوتا چنانچہ ذیل کی مثالوں سے یہ امر اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

(۱) صلح حدیبیہ کے موقعہ پر صلحنامہ لکھنے کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل (کفار مکہ کا سفیر) نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے باسمک اللھم لکھو۔ مسلمانوں نے کہا ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھیں گے باسمک اللھم نہ لکھیں گے۔ آپ نے فرمایا باسمک اللھم ہی لکھ دو۔ اور کہا ہذا ما قاضا علیہ محمد رسول اللہ

والقریش یہ صلحنامہ ہے۔ فیما بین محمد رسول اللہ اور قریش کے۔ سہیل نے جو بانی صلح تھا کہا کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر رسول اللہ جانتے۔ تو ان کو خانہ کعبہ سے نہ روکتے رسول اللہ مت لکھو بلکہ محمد بن عبد اللہ لکھو۔ آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ بھی ہوں اور ابن عبد اللہ بھی ہوں۔ حضرت علی رض سے کہا کہ لفظ رسول اللہ محو کر کے بن عبد اللہ لکھدو حضرت علی نے کہا کہ میں لفظ رسول اللہ کا محو نہ کروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لفظ رسول اللہ کو محو کر کے بن عبد اللہ لکھدیا۔

(۲) شریف مرتضیٰ نے جن کا لقب امامیہ کے نزدیک علم الہدیٰ ہے۔ اپنی کتاب درر غرر میں محمد بن حنفیہ سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب لوگوں نے ماریہ قبطیہ کو ان کے چچازاد بھائی قوم قبطی کے ساتھ تہمت لگائی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا کہ یہ تلوار لے اور جا اگر اس مرد کو ماریہ کے پاس پائے تو مار ڈال۔ بس میں متوجہ ہوا اس کی طرف تو اس نے جان لیا کہ میں اس کا قصد رکھتا ہوں سو وہ درخت خرما پر چڑھ گیا۔ اور اُس نے پیٹھ کے بھل اپنے آپ کو گرا دیا۔ اور اپنے دونوں پاؤں اُٹھائے تو ناگاہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس کی کچھ علامت مردی کی نہ تھی یعنے خوجہ تھا۔ میں نے تلوار میان میں کر لی۔ اور حضرت کے پاس لوٹ آیا۔ اور ان کو اسکے حال سے خبر دی۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ ہمارے اہل بیت کو پلیدی سے بچاتا ہے۔

(۳) روی محمد بن بابویہ فی الامالی والدیلمی فی ارشاد القلوب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطی فاطمۃ سبعۃ دراھم وقال اعطیھا علیاً و مُریہ ان یشتری لاھل بیتہ طعاماً فقد غلبھم الجوع فاعطتھا علیاً وقالت ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امرک ان تبتاع لنا طعاماً فاخذھا علیؑ وخرج من بیتہ لیتباع طعاماً لاھل بیتہ فیسمع رجلاً یقول من یقرض الملی الوفی فاعطاہ الدراھم۔ روایت کی محمد بن بابویہ نے امالی میں اور دیلمی نے ارشاد القلوب میں بے شک رسول اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو سات درم دیئے اور فرمایا یہ درم علی

کو دے اور کچھ کہ خریدے اپنی اہل بیت کے واسطے کھانا اسواسطے کہ اُنپر بھوک غالب ہو رہی ہو سو دیئے فاطمہ نے دس درم علیؑ کو اور کہا کہ بے شک تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ خرید لاؤ ہمارے واسطے کھانا۔ بس علیؓ نے دس درم لئے اور گھر سے نکلے تا کھانا خرید کریں اپنے اہل بیت کے لئے۔ اس اثنا میں سُنا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ کون ہے ایسا جو ہم کو قرض دے سچے وعدے پر۔ بس علی نے دس درم اس کو دیدیئے (کذافی التحفہ)

اعتراض (۲) حضرت رسول اکرمؐ نے سورہ براءۃ حضرت ابوبکر کو دیکر روانہ فرمایا پھر وہ بحکم خداوندا اون سے واپس لیکر حضرت امیر کو دی گئی۔ اس کی شکایت بھی حضرت ابوبکر نے رسول سے کی۔ آپنے فرمایا۔ مینے بحکم خدا کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بمقابلہ حضرت علیؓ ابوبکر اسکے اہل نہ تھے۔

جواب۔ تبلیغ سورہ برأت کے لئے سب سے پہلے ابوبکرؓ ہی منتخب ہوئے تھے نہ علیؑ۔ کیا رسولؐ ایسے عظیم الشان کام کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرتے جو مؤمن بھی نہ ہو (معاذ اللہ) بلکہ علی کو چھوڑا۔ اور ان کو منتخب کیا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ اس کام میں اون کی لیاقت اعلیٰ سمجھی تھی۔ مگر اسکے بعد جب یہ مصلحت بطور خود یا بذریعہ وحی معلوم ہوئی کہ عہد یا فسخ عہد کا پیغام خود پہنچاوے یا کسی رشتہ دار کو بھیجے۔ تو بمجبوری یہ کام ابوبکرؓ سے نکالکر علی کے سپرد کیا۔ اور اس تبدل سے ابوبکر کی اوس لیاقت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ جسکی وجہ سے اوّل انتخاب ہوا تھا ورنہ رسول کی خطا کا اقرار کرنا پڑے گا کہ پہلے ایسے شخص کو منتخب کیا تھا جو کہ مؤمن کامل نہ تھا (معاذ اللہ سنہا) ابوبکرؓ کے تبدل میں ایک نکتہ یہ بھی تھا کہ اسی سورۃ میں آیۂ غار بھی ہے۔ جس میں ابوبکر کی مدح ہے۔ پس چونکہ اس سورۃ کی ابتدائی آیتیں ان کی مدح کی تمہید میں تھیں۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ انکی مدح کی تمہید کوئی دوسرا کرے۔ اور علی کا انتخاب غالباً اسوجہ سے ہوا کہ اس سورہ کی تبلیغ جسمیں ابوبکر کی مدح ہے علی کی زبان سے علی الاعلان ہو جانے کی صورت میں منکرین فضائل ابوبکر پر حجت ہو۔ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے صفحہ ۲۳۳ میں اس اعتراض کا جواب اسطرح مرقوم ہے:۔

"باید دانست کہ آنچہ صحیح است درین باب آنست کہ صدیق را برائے امامت حج فرستادند واواز ان ولایت معزول نشد۔ باتفاق رواۃ۔ وروایات مختلف اند در ولایت تبلیغ برأت دلالت اکثر حدیث برآنست کہ آں نیز حوالہ صدیق بود وارسال مرتضےٰ بجہت آں شد کہ عرب در حل وعقد صلح تاوقتیکہ کسے از اہل بیت والی امر حاضر نمے شد۔ اعتداد نمیکردند۔ پس امیر دریں امر نیز صدیق بود ومرتضےٰ معین وظہیر او۔"

سُنیوں کی روایتیں اس بارہ میں شیعہ بھلا کب ماننے والے ہیں اسلئے ہم ان کے امام معصوم کا کلام اسبارہ میں سناتے ہیں۔ سنئے۔ تفسیر امام حسن عسکری (مترجم اُردو مطبوعہ دہلی) کے صفحہ ۵۳۲-۵۳۳ میں لکھا ہے۔ "پھر آنحضرتؐ نے ابوبکر ابن قحافہ کو سورہ برأت کی دس آیتیں دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ جنہیں کافروں سے عہد کا توڑنا اور مشرکوں پر قرب کا حرام ہونا مذکور تھا۔ اور اس کو حکم دیا کہ اپنے ہمراہیوں سمیت ایام حج میں مکہ معظمہ میں جاکر حج کرے۔ اور یہ آیتیں انکو پڑھ کر سنادے۔ جب ابوبکرؓ وہاں سے روانہ ہوگیا تو جبرئیل نور کا طوق پہنے حضرت پر نازل ہوئے اور عرض کی یا محمد خدائے علی الاعلےٰ بعد تحفہ سلام ودرود کے ارشاد فرماتا ہے کہ تمہاری پیغمبری دوسرا شخص کوئی نہیں کرسکتا یا تم خود جاؤ یا کوئی ایسا آدمی جائے۔ جو تم سے ہو۔ لہذا علی کو بھیجو۔ کہ وہ ان آیات کو ابوبکر سے لے لے۔ اور وہی کفار کے عہد کو توڑے۔ اور ان آیتوں کو ان کے سامنے پڑھکر سنادے۔ اے محمدؐ تیرے پرور دگار نے جو تم کو حکم دیا ہے کہ وہ آیات ابوبکرؓ سے لے کر علیؓ کو دیدے۔ یہ بھول چوک اور شک وشبہ کی وجہ سے نہیں ہے۔ اور نہ اس سے پہلے غلطی ہوگئی ہے۔ کہ اس کا تدارک کیا ہے بلکہ اس سے خدا کا یہ منشاء ہے کہ ضعیف مسلمانوں پر ظاہر کردے کہ جس مقام پر تیرا بھائی علی مقیم ہوتا ہے۔ اے محمدؐ اس مقام پر تیرے سوا اور کوئی غیر شخص ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ اس غیر شخص کا مرتبہ تیری اُمت کے ان ضعیف مسلمانوں کی نظر میں کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور ان کے نزدیک اس کی منزلت کتنی ہی رفیع اور بزرگ کیوں نہ ہو۔ الغرض جب علیؓ نے جاکر ابوبکرؓ سے وہ آیتیں لے لیں تو ابوبکرؓ نے رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ ان آیات کا مجھ سے واپس لینا کیا کسی خفگی کی وجہ سے ہے

حضرت نے فرمایا کہ نہیں بلکہ خدائے بزرگ و برتر نے مجھکو امر فرمایا ہے کہ تیرا نائب وہی شخص ہو سکتا ہے جو تجھ سے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ان آیات کو تجھ پر بار کیا اور اپنی طاعت کی تجھ کو تکلیف دی تھی۔ اسکے عوض میں تجھ کو درجات رفیعہ اور مراتب شریفہ عطا فرمائیگا۔ بشرطیکہ تو ہماری موالات پر قائم رہیگا۔ اور ان عہدوں کو جو ہم نے تجھ سے کئے ہیں۔ پورا کر کے میدان قیامت میں ہمارے پاس آئیگا۔ تو تو ہمارے برگزیدہ شیعوں اور بندگان دوستو میں داخل ہو گا۔ حضرت کا یہ ارشاد سنکر ابو بکرؓ کا ملال رفع ہو گیا۔"

اب شیعوں کے معصوم امام علیہ السلام کی شہادت سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کو تبلیغ سورہ برأت کی خدمت سپرد کر کے اور ان کو امیر الحاج بناکر بطور اپنے نائب کے مکہ معظمہ بھیجا تھا۔ اور اسطرح پر بھیجنے میں حضرت جبرئیل کی شہادت کے مطابق کوئی غلطی نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اس تغیر و تبدل سے خدا کا منشاء یہ تھا۔ کہ علی کا مرتبہ ظاہر کرے۔ کسی خفگی کی وجہ سے بھی یہ تغیر و تبدل نہیں ہوا تھا۔ اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو جو اس طاعت کی تکلیف دی تھی۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کے حکم سے تھی۔ اور اسکے عوض میں ابو بکرؓ کو درجات رفیعہ اور مراتب شریفہ منجانب اللہ عطا ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ بشرطیکہ ابو بکرؓ موالات و عہود پر قائم رہیا۔

یہ واقعہ سنہ ۹ھ بعد غزوہ تبوک کا ہے۔ پس خدا کی شہادت رسول کی شہادت۔ جبرئیل کی شہادت۔ اور امام حسن عسکری کی شہادت سے ثابت ہے کہ ابو بکرؓ اس زمانہ تک جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اسقدر اعلےٰ درجہ کے مومن تھے۔ کہ خدا و رسول نے علیؓ پر ابو بکر کو ترجیح دی۔ پس جن شیعہ صاحبوں کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ ابو بکرؓ کا اسلام و ایمان شروع سے منافقانہ تھا۔ اور وہ کبھی فی الحقیقت مومن نہیں ہوئے۔ ان شیعوں کا یہ اعتقاد خدا کی شہادت رسول کریم کی جبرئیل کی شہادت اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت سے باطل ہے۔ اور جب ابو بکر کا سنہ ۹ھ تک مومن اور اعلےٰ درجہ کا مومن ہونا ثابت ہو گیا۔ تو اب بار ثبوت بدل گیا اور شیعوں پر فرض ہو گیا کہ اسکے بعد وہ ابو بکرؓ کے اسلام و ایمان کو نفاق یا کفر سے بدل جانا دلائل قطعیہ سے ثابت کریں ورنہ ان روایتوں کو جو امام حسن عسکری ؑ کی شہادت کے خلاف ہیں

موضوع قرار دیں۔ اور روایتوں کے متعلق حضرت سلمان فارسی کی ایک نصیحت اچھی طرح یاد رکھیں اور وہ یہ ہے:۔

"سلمان بر دم گفت کہ گریختند از قرآن بسوئے حدیث زیرا کہ قرآن را کتاب رفیعے یافتند در آنجا شمار احساب ہے نمایند بر نقیر و قطمیر و فتیل یعنی برامر خورد سے و ریزۂ و بر قدر دانہ خردے۔ پس تنگی کرد بر شما احکام قرآن۔ پس گریختند بسوئے احادیثے کہ کار را بر شما کشادہ و آسان کردہ است"۔   حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۱۱

اعتراض (۳) ولا تطرد الذین یدعون ربھم من شیٔ وما من حسابک علیھم من شیٔ فتطردھم فتکون من الظالمین (سورہ انعام) مت نکالو ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو صبح شام چاہتے ہیں منہ اس کا۔ اوپر تیرے نہیں حساب انکے سے کچھ اور نہ حساب تیرے سے اوپر انکے کچھ۔ پس ہانک دے انکو۔ پس ہو جائے تو ظالموں سے۔

امام ثعلبی تفسیر کشف البیان میں لکھتے ہیں کہ عتبہ، شیبہ بن ربیع، مطعم بن عدی، حارث بن نوفل، قرط بن عمرو وغیرہ پاس حضرت ابو طالب آکر مستدعی ہوئے کہ اگر آپ کا برادر زادہ اپنے پاس سے کم رتبہ والے غلام لوگوں کو جو ان کے پاس ہیں۔ علیحدہ کردے تو ہم لوگوں کے دلوں میں انکی وقعت زیادہ ہو جاوے۔ جب حضرت ابو طالب نے ان کا پیغام پہنچایا۔ حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ انہوں نے قول کفار کی تائید کی۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو رائے دی کہ آپ کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اسوقت یہ آیت عتاب آمیز اتری۔ کہئیے کیسی ہمدردی و مروت کفار کی انکو تھی۔

جواب۔ تفسیر ثعلبی کی اصل عبارت نقل نہیں کی گئی۔ صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور ثعلبی کی نسبت علامہ سیوطی نے اتقان میں لکھا ہے۔ والاخباری لیس لہ شغل الا القصص واستیفاء الاخبار عمن سلف سواء کانت صحیحۃ او باطلۃ کالثعلبی۔ ترجمہ۔ اور جو مفسر خبریں بیان کرنے کا شائق ہوتا ہے۔ اسکو تفسیر قرآن میں اور کوئی شغل نہیں ہوتا۔ مگر یہ کہ قصے لکھا کرے۔ اور ہر طرح کے قصے لکھدے۔ خواہ صحیح ہوں خواہ باطل ہوں۔ جیسے کہ ثعلبی

علاوہ بریں بعض علمائے اہلسنت نے ثعلبی کو شیعہ لکھا ہے۔ اسلئے ہم ثعلبی کی روایت تسلیم نہیں کرتے۔ نواب صدیق حسن خان صاحب محدث بھوپالوی اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں اس آیت کے متعلق بہت سی روائتیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

"عکرمہ نے کہا۔ عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ مطعم بن عدی حارث بن نوفل۔ قرطہ بن عمر اشراف بنی عبد مناف اہل کفر پاس ابو طالب کے آئے۔ کہا اگر تمہارا برادر زادہ محمدؐ ہمارے موالی و حلفا کو پھیر دے کہ وہ ہمارے غلام اور آزاد کردہ لوگ ہیں تو ہمارے دل میں یہ بات بڑی نظر آئے۔ ہم ان کے زیادہ تر مطیع ہوں۔ ہماری اتباع وتصدیق واسطے اون کے قریب تر ہو۔ ابو طالب نے یہ بات حضرت سے کہی۔ اس پر عمر بن خطاب نے کہا۔ آپ یہی کرو۔ دیکھو وہ کیا چاہتے ہیں اور اپنی بات کا کیا انجام دکھاتے ہیں۔ اللہ نے یہ آیت تکبرین تک نازل فرمائی۔ بلال و عمار بن یاسر و سالم موالی ابی حذیفہ و صبیح موالی اسید تھے۔ حلفا میں ابن مسعود مقداد بن عمر مسعود بن عاری واقد بن عبد اللہ حنظلی عمرو بن عبد عمرو ذو الشمالین یزید بن ابی یزید حلیف حمزہ بن عبد المطلب وغیرہ حلفا تھے۔ تب حق میں ائمہ کفر قریش و موالی و حلفا کے یہ آیت آئی۔ وکذلک فتنا بعضھم ببعض الایہ۔ اسوقت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرتؐ کے پاس آکر اپنی بات کا عذر کیا۔ اسپر اللہ نے فرمایا۔ واذ جاءک الذین یؤمنون الایۃ۔ یعنے مؤمنین کا تم اکرام کرو۔ سلام کا جواب دو۔ ان کو یہ سنا دو کہ اللہ کی رحمت واسعہ انکے شامل حال ہے۔ اسی لئے یہ فرمایا کہ تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کو براہ تفضل و احسان و امتنان واجب کرلیا ہے۔ کہ جو کوئی تم میں سے کوئی برا کام نادانی سے کریگا۔ پھر تائب ہو جاویگا تو اللہ بخش دیگا۔ رواہ ابن جریر"

اب اگر اس روایت کی بناء پر حضرت عمرؓ کو مورد الزام قرار دیا جاتا ہے۔ تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس الزام میں شریک ہوتے ہیں۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے رسول خدا کو جو یہ مشورہ دیا کہ آپ یہی کرو۔ دیکھو وہ کیا چاہتے ہیں اور اپنی بات کا کیا انجام دکھاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس مشورہ کو رسول خدا نے قبول کرلیا۔ کیونکہ اگر آنحضرتؐ اس مشورہ کو

قبول نہ کر لیتے اور اسپر عمل کرنے کا ارادہ نہ کرتے۔ تو پھر آیہ ولاتطرد الذین الخ کے نازل ہونے کی اس موقع پر ضرورت ہی نہ تھی۔ معترض صاحب حضرت رسول خدا کے برابر علم نہیں رکھتے نہ اُن پر وحی نازل ہوتی ہے۔ نہ وہ حضرت عمر کے حالات سے بہ نسبت رسول خداؐ صلعم کے زیادہ باخبر سمجھے جاسکتے ہیں۔ پس اگر حضرت عمر کا مشورہ کفار کی ہمدردی و مروت پر مبنی ہوتا۔ تو کیا رسول خدا کو نعوذ باللہ معترض صاحب کے برابر بھی سمجھ نہ تھی۔ کہ وہ عمرؓ کے مشورہ کو کفار کی ہمدردی و مروت پر مبنی سمجھ کر ردّ کر دیتے۔ قبول نہ کرتے۔ لیکن حضرۃ رسول خدا نے عمر کے مشورہ کو بدنیتی پر محمول نہیں کیا۔ بلکہ ترقی اسلام کی ایک مفید تدبیر سمجھ کر اسکے مطابق عمل کرنا چاہا۔ مگر چونکہ اس سے بعض غریب مومنین کی دل شکنی ہو سکتی۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے آیہ ولاتطرد الذین الخ نازل کر کے اُسپر عمل پیرا ہونے کی ممانعت فرمادی۔ عمر نے آنحضرتؐ سے معذرت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ تسلی بخش آیہ نازل فرمائی۔ واذا جاءك الذين يؤمنون بآياتنا فقل سلام عليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة الخ پس اللہ تعالیٰ نے بھی اس آیہ میں حضرت عمر کے مشورہ کو کفار کی ہمدردی پر محمول نہیں کیا اب خدا اور رسول کے خلاف معترض کا کیا حق ہے کہ حضرت عمر کے مشورہ کو بدنیتی پر محمول کرے علاوہ بریں یہ بھی واضح ہو کہ یہ روایت قطعی الصدور نہیں۔ از قسم احاد ہے جو عقائد میں حجت نہیں ہو سکتی ؛

سلسلہ دینیہ نمبر ۱

ہمارے مہربان برادر محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان نے ماشاء اللہ اب تالیف کے میدان میں بھی قدم رکھ دیا ہے۔ چنانچہ اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو یہ آپ کی تیسری تالیف ہے۔ جو آپ نے احمدی بچوں کے لئے حال ہی میں شائع کی ہے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے اخلاقی اور مذہبی پچاس سبق ہیں۔ جو بچوں کے لئے ازحد مفید ہیں۔ سلیس اور عام فہم عبارت ہے۔ تمام احمدی گھروں میں انکی ایک ایک کاپی ہونی چاہیئے۔ حجم ۳۲ صفحے سرکاری کتابوں کی تقطیع پر خوشخط نہایت عمدہ سفید کاغذ پر چھپی ہے قیمت ۲ر۔ مدرسین کے لئے ۲۵ فیصدی کمیشن مقرر ہے ہمیں یہ معلوم کر کے بھی خوشی ہوئی ہے کہ احمدیہ جنتری ۱۹۱۶ء نئے مضامین کے ساتھ مزین ہو کر شائع ہو گئی ہے۔ قیمت ۲ر عہ کے سات۔ ملنے کا پتہ۔ محمد یامین تاجر کتب قادیان۔ دفتر تشحیذ سے ہر قسم کی کتابیں مل سکتی ہیں ؛

مسیحی معجزات کی شان

بجواب رسالہ حقائق قرآن

از روئے بائبل

چند ایام گذرے ہماری نظر سے ایک رسالہ بنام حقایق قرآن گذرا۔ جو کرسچن بک سٹور لودھیانہ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ ہم نے جو اس رسالہ کو بغور مطالعہ کیا۔ تو ہم پر یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ دراصل یہ رسالہ کوئی نئی تازہ معلومات رکھنے والی تصنیف نہیں۔ بلکہ تغیر و تبدل الفاظ کے ہمراہ رسالہ میزان الحق اور وجہ الایمان کی ایک اصلی و کھری نقل ہے۔ جنکے جوابات قبل زمانہ بعثت مسیح موعود علیہ السلام بھی علماء اسلام کی جانب سے دیئے جا چکے ہیں۔ اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو ایسی تمام تصنیفات کے وہ دندان شکن جوابات فرمائے ہیں۔ جنکی رُو سے تمام عقلاء و آشنایان حال کو بلا کسی قسم کی رو و رعایت کے کہنا پڑا ہے کہ اب جبکہ حضرت اقدس کے بعد آپکے خلفاء رضوان اللہ علیہم نے بھی ایسے اعتراضات و دعاوی کا ردّ ایسے زور شور سے کیا ہے کہ آج خدا کے فضل و کرم سے ایک معمولی استعداد کا احمدی بھی ایسے اُمورات کے جوابات بوجہ احسن ایسی طرز و طریق سے بیان کر سکتا ہے۔ کہ جنکے سامنے مسیحیوں کو بجز خاموشی اور سکوت کے اور کچھ نہیں سوجھتا۔ پس اگرچہ ایسی تصنیفات بذاتہٖ اس قابل نہیں۔ کہ ان کے جوابات خاص طور سے دیئے جاویں۔ کیونکہ ایسی کتب ایک طفل مکتب احمدی کے لئے بھی ٹھوکر کا باعث تو ہرگز نہیں۔ بلکہ بوجہ مسیح موعود کے جوابات سے علم ہونے کے باعث ازدیاد ایمان کا ہوتی ہیں۔ مگر تاہم ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند سوالات لودھیانہ کی مسیحی جماعت سے بالخصوص اور تمام مشنوں کے مسیحیوں سے بالعموم کئے

جاویں تاکہ ان کو کچھ اپنے گھر کی بھی سوجھ جاوے ٭

مذکورہ رسالہ کے نفس مضمون کی نسبت واضح ہو کہ اس رسالہ میں اس کی اصل کاپی کی طرح اسی ایک امر کا بالعموم اعادہ کیا گیا ہے کہ محمدؐ صاحب نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا (جیسا کہ کتاب میزان الحق کے ساتویں سوال کے اندر اور رسالہ وجہتہ الایمان میں بھی یہی اعتراض کیا گیا تھا) لیکن برخلاف اسکے مسیح یسوع نے صدہا معجزات دکھائے لہٰذا محمدؐ صاحب سے مسیح افضل و اعلیٰ ثابت ہوئے۔

میزان الحق و رسالہ وجہتہ الایمان میں اس اعتراض کو ایک زیادہ ملمع سازی کے رنگ میں بیان کیا گیا تھا۔ چنانچہ ان رسالجات میں اس اعتراض کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ سوال "قرآن میں لکھا ہے۔ کہ پیغمبر کو معجزات کے اظہار کے لئے نہیں بھیجا۔ بلکہ محض وعظ کے لئے اس صورت میں باوجود بے اختیاری کے محمد صاحب مسیح سے جس نے صدہا معجزات ایک عالم کو دکھلائے۔ کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ صاف ثابت ہے۔ کہ مسیح یسوع محمد صاحب سے بہمہ وجوہ افضل و اعلےٰ تھا۔" مگر اس تازہ تصنیف یعنے رسالہ حقائق قرآن میں اگرچہ اسی مضمون کا بہ تبدیل الفاظ اعادہ ہے مگر نئے الفاظ میں جو بدتمیزی ہے۔ وہ ضرور ان نئے مصنفین کی اپنی ہے۔

بروئے بائبل صدور معجزات نبوت کی شرط نہیں

اب ذیل میں اس رسالہ حقائق قرآن پر ایک سرسری نظر سے ریویو کیا جاتا ہے۔ مسیحی معترضین کو بلا کسی قسم کے مطالعہ و غور کے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ از روئے کتاب مقدس صدور معجزات شرط نبوت نہیں۔ بلکہ ایمان کی بھی شرط نہیں۔ کتاب اعمال باب ۸ میں ہے۔ آیت ۹۔ اسکے پہلے اس شہر (سامریہ) میں شمعون نامی ایک شخص جادوگری کرتا۔ اور سامریہ کے لوگوں کو حیران کر دیتا۔ اور یہ کہتا تھا کہ میں بھی بڑا شخص ہوں۔ اور چھوٹے سے بڑے تک سب یہ کہتے تھے۔ کہ یہ شخص خدا کی بڑی قدرت ہے۔

جوزیفس مورخ کی شہادت

دیکھو یہ شخص جو جادوگر تھا۔ معجزات کی وجہ سے ہر کہ و مہ اس کو "خدا کی بڑی قدرت" کہتے تھے پھر

مسیح کے زمانہ سے پہلے بھی منتر و جادو کے زور سے ایسے معجزات دکھلائے جاتے تھے جسطرح کے معجزات مسیح کی جانب اناجیل مروجہ میں منسوب کیئے گئے ہیں۔ چنانچہ مشہور اور معتمد علیہ مورخ جوزیفس اپنی تاریخ کی کتاب آٹھویں کے باب دوسرے میں لکھتا ہے کہ "سلیمان نے بہت ایسی منتریں بنائی تھیں کہ جن سے بیماریوں کو تخفیف ہو۔ اور ایسے عمل جن سے جنات اور دیووں کو نکالا جاوے۔ اور وہ پھر نہ آویں۔ اور وے عمل آج تک خوب جاری ہیں۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ الیعاذر یہودی ہموطنی نے وس پی سین بادشاہ اور اسکے بیٹوں اور اسکے سرداروں اور تمام سپاہیوں کے حضور میں لوگوں سے جنوں اور دیووں کو نکالا۔ اور ترکیب اسکے نکالنے کی یہ تھی کہ شخص دیوزدہ کی ناک میں ایک چھلا رکھ کر نتھنوں کی راہ سے دیو کو نکال لیتا تھا۔ اور جبھی وہ دیوزدہ گر جاتا تھا۔ بعد اسکے اس جن سے اقرار لے لیتا تھا کہ پھر نہ آوے۔ اور اسی وقت سلیمانی منتر پڑھتا تھا۔ اور سلیمان کا نام لیتا جاتا تھا۔ اور لوگوں کے یقین کرانے کو ایک برتن پانی کا بھرا ہوا تھوڑی دور رکھوا دیتا تھا کہ جن کے نکلنے کے بعد اس کو حکم کرتا تھا کہ اس برتن کو اُلٹ دے۔ اور جن اس برتن کو اُلٹ دیتا تھا" دیکھو مسیح نے بھی اناجیل کی رُو سے ایسے ہی معجزات دکھلائے۔ جیسے کہ قبل مسیح عوام لوگ دکھاتے تھے پھر اس میں مسیح کی کیا خصوصیت تھی ٭

ایک عورت کے یار دیو کا قصہ

ایسا ہی کتاب سموئیل ۱ باب اٹھائیسواں آیت ۸ تا ۱۹ میں یہ قصہ لکھا ہے۔ کہ ساؤل بادشاہ ایک عورت کے پاس گیا۔ جس کا یار دیو تھا۔ اور اس عورت سے اپنے آپ کو چھپانا چاہا۔ مگر عورت نے معلوم کر لیا کہ یہی ساؤل ہے۔ اور پھر سموئیل ہی کو جو فوت شدہ تھے۔ اس عورت نے زندہ کر لیا۔ اور اس سے ساؤل کے سوال کی نسبت دریافت کیا۔ اور جیسا اس عورت نے کہا تھا کہ یوں ہو گا ویسا ہی ہو گیا۔ دیکھو کتاب سموئیل ۱ باب ۳۰ دیکھو یہ عورت جو بدکار تھی۔ کس طرح غیب پر اطلاع پایا کرتی تھی۔ کیا یہ معجزہ کچھ کم ہے۔

موسیٰ کے زمانہ کے ساحر

پھر حضرت موسیٰ کے بالمقابل جو ساحر تھے۔ انکی نسبت لکھا ہے

کہ وہ بھی ویسے ہی معجزات دکھاتے تھے۔ مثلاً جب حضرت موسیٰ نے دریا پر عصا مار کر اس کا پانی سب لہو کر دیا تھا۔ تب مصر کے جادوگروں نے بھی ویسا ہی کر دیا۔ خروج ۷/۲۲ آیت اور پھر جب موسیٰ و ہارون مصریوں پر مینڈک چڑھا کر لائے تھے۔ تو جادوگروں نے بھی ویسا کر دیا۔ دیکھو خروج ۸/۷ آیت۔ پس ہم کہتے ہیں کہ از روئے بائبل معجزات کا صدور نبوت کی شرط چھوڑ ایمان کی بھی شرط نہیں۔ دیکھو توراۃ میں صاف حکم ہے کہ

استثناء کا فتویٰ

اگر تمہارے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو۔ اور تمہیں کوئی نشان یا معجزہ دکھائے۔ اور اس نشان یا معجزہ کے مطابق جو اس نے تمہیں دکھایا بات واقع ہو۔ اور وہ تمہیں کہے۔ آؤ ہم غیر معبودوں کی جنہیں تم نے نہیں جانا پیروی کریں۔ اور ان کی عبادت کریں تو ہرگز اس نبی کی بات پر کان مت دھرو۔ اور پھر آیت ۵ میں ایسے نبی کی نسبت حکم ہے۔ کہ اس کو قتل کر دو استثناء ۱۳/۱ تا ۵۔ دیکھو صاحب معجزہ اگر کسی غیر معبود " جو اوپر آسمان یا نیچے زمین یا پانی میں ہو" کو پیش کرے۔ تو اس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ اور شاید بزعم مسیحی فرقہ جات مسیح جو خدا کے سوائے اپنے آپ کو یہود کے سامنے خدا کہتا تھا۔ تو یہود نے اسی سے اسکو مصلوب کر دیا۔ القصہ صاف ثابت ہے کہ معجزات کوئی شرط نبوت نہیں ہو سکتے پھر مسیحیوں کا مسیح کے معجزات پر زور دینا معلوم نہیں کیا معنی رکھتا ہے۔

عہد جدید کے چند دیگر حوالجات

پھر اسکے علاوہ اعمال ۱۶/۱۶ میں ذکر ہے "اور ایسا ہوا۔ جب ہم دعا مانگنے کی جگہ جاتے تھے۔ ایک چھوکری جس میں غیب دانی کی روح سمائی تھی ہمیں ملی۔ جو غیب گوئی سے اپنے مالکوں کے لئے بہت کچھ کماتی تھی۔

پھر مرقس باب ۹ آیت ۳۸ میں لکھا ہے "تب یوحنا نے اسے (مسیح کو) جواب دے کر کہا۔ اے اُستاد ہم نے ایک آدمی کو تیرے نام سے دیووں کو نکالتے دیکھا اور وہ ہمارا پیرو نہیں۔ اور ہم نے اسے منع کیا۔ کیونکہ وہ ہماری پیروی نہیں کرتا"

پھر متی ۲۴/۲۴ میں لکھا ہے "جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی ظاہر ہونگے۔ اور ایسے بڑے

معجزات اور کرامتیں دکھائیں گے۔ کہ اگر ممکن ہوتا تو وے برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔"

اور جناب مقدس پولوس تسلینقیوں کے خط ۲ کے ب۹ میں لکھتے ہیں "اور اس کا آنا (دجال کا) شیطان کے کارگر ہونے کے مطابق ہر طرح کی قدرت اور جھوٹے عجائب و غرائب سے ہوگا۔"

اور مشاہدات کے باب تیرہویں آیت ۱۳ میں یوں لکھا ہے "اور بڑے عجائب ظاہر کئے (دجال نے) یہاں تک کہ آدمیوں کی نظر میں آسمان سے زمین پر آگ برسائی۔ اور جن معجزات کو اس حیوان کے سامنے دکھانے کی قدرت اسے دی گئی تھی۔ ان سے زمین کے رہنے والوں کو دغا دیا۔"

دیکھو غیب دانی کا معجزہ دیوؤں کو نکالنے کا اعجاز ایک بے ایمان بھی دکھاتا ہے جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی بڑے بڑے معجزات دکھا سکتے ہیں۔ دجال معجزات کی وجہ سے ساکنان زمین کو حیران کر سکتا ہے۔ پس معجزات کا صدور بیبل کی رو سے ایمان کی شرط بھی ہرگز نہیں۔ چہ جائیکہ معجزات کے صادر ہونے کو نبوت سے یا الوہیت سے کوئی تعلق و علاقہ ہو۔ لہٰذا مسیح کے معجزات کو پیش کرنا درست نہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ خود اناجیل مروجہ سے صاف واضح ہے۔ کہ مسیح نے معجزات کے دکھانے سے کھلا کھلا انکار کیا ہے۔ پھر کس طرح اس کی جانب معجزات منسوب کرتے ہو۔ مگر قبل ازیں یوحنا اصطباغی کے (جس کے ہاتھ سے مسیح نے بھی اصطباغ حاصل کیا تھا) معجزات کی نسبت کچھ سن لو۔

یوحنا اصطباغی اور معجزات

کتاب مقدس کے جاننے والوں میں سے ہر ایک جانتا ہے۔ کہ مسیح یسوع نے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے دیگر یہود کی طرح یردن ندی کے کنارے اصطباغ حاصل کیا تھا۔ اسی وجہ سے یوحنا کو تمام بنی آدم پر فضیلت ہے۔ چنانچہ مسیح نے فرمایا۔ "پھر تم (یعنی شاگرد) کیا دیکھنے کو گئے۔ کیا ایک نبی کو۔ ہاں میں تم سے کہتا ہوں۔ بلکہ نبی سے بڑا۔ کیونکہ یہ وہ ہے جس کی بابت لکھا ہے کہ دیکھو میں اپنا رسول تیرے آگے بھیجتا ہوں۔ جو تیرے آگے تیری راہ درست کرے گا میں

تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ انہیں سے جو عورتوں میں سے پیدا ہوئے۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا ظاہر نہیں ہوا۔ متی ۱۱/۱۱ لوقا ۷/۲۸۔

مذکورہ بالا کلام سے ظاہر ہے کہ ان تمام بنی آدم میں سے جو عورتوں سے پیدا ہوئے۔ یوحنا سب سے بڑا ہے۔ اور اب یہ امر ظاہر ہے۔ کہ کوئی بشر ایسا نہیں۔ جو عورت سے پیدا نہیں ہوا۔ لہذا کل حواریین بلکہ حسب الفاظ مندرجہ بالا مسیح سے بھی یوحنا بڑا ہے۔ دوسری جانب یہ امر بھی مسلمہ ہے۔ کہ یوحنا کو عام طور پر یہود اسکے ہمعصر نبی تسلیم کرتے تھے عیسائی بھی اسے مانتے ہیں۔ اور یہ ہر دو امور اناجیل مروجہ سے واضح ہیں۔ چنانچہ متی کی انجیل ۱۴/۵ میں ہے "جب اس نے (یعنی ہیرودیس نے) اسے مار ڈالنا چاہا تو لوگوں سے ڈرا کہ وہ اسے (یوحنا کو) نبی جانتے تھے۔ پھر متی ۲۱/۲۶ میں ہے " اور اگر ہم کہیں آدمیوں سے تو ہم جماعتوں سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ سب یوحنا کو نبی جانتے ہیں" لوقا ۲۰/۶ میں ہے۔ "اور اگر ہم کہیں آدمیوں سے سب لوگ ہمیں سنگسار کرینگے۔ کیونکہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ یوحنا نبی تھا"

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یوحنا نے جسکے ہاتھ پر خود مسیح نے بپتسمہ حاصل کیا تھا۔ اور جسے اس کے ہمعصر یہود اور آج تک کل مسیحی لوگ نبی بلکہ نبی سے بڑا تسلیم کرتے ہیں۔ کیا معجزات دکھاتا تھا۔

انجیل یوحنا ۱۰/۴۱ میں لکھا ہے " اور بہتوں نے اس پاس جا کر کہا (یعنی یسوع کے پاس) کہ یوحنا نے تو کوئی معجزہ نہیں دکھایا" پس ان بہت آدمیوں کی گواہی جو مابعد مسیحی بھی ہو گئے۔ یوحنا کے حق میں صاف یہ ہے کہ اس نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ اب چاہیئے کہ مسیحی لوگ یوحنا کو نبی نہ مانیں۔ اور اسے کسی پر بھی فضیلت نہ دیں۔ چہ جائیکہ تمام عورتوں سے پیدا ہونے والوں سے افضل ٹھہرادیں۔ پس ہماری اس تقریر سے ثابت ہوا کہ عیسائیوں کے اصول کے موافق معجزات صدور نبوت کی شرط نہیں اور نہ ان کا وجود نبوت کی دلیل ہے۔ بلکہ ایمان کی بھی سند نہیں۔ لہذا مسیح کے معجزات اس کی

فضیلت کا باعث نہیں ہو سکتی ٭

مسیح کا معجزات دکھانے سے انکار

مگر ہم دکھلاتے ہیں کہ مسیح نے معجزات کے دکھلانے سے صاف انکار کیا ہے۔ اور ایسا ہی عوارسین یسع سے نا اُمید ہے کہ مسیحی لوگ غور کرینگے ٭

پہلا حوالہ

مرقس کی انجیل کے آٹھویں باب میں ہے۔ آیت ۱۱۔ در تب فریسی نکلے۔ اور اس سے حجت کر کے اس سے امتحان کے لئے کوئی آسمانی نشان طلب کیا۔ اُس نے دل سے آہ مار کے کہا۔ اس زمانے کے لوگ کیوں نشان طلب کرتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانے کے لوگوں کو کوئی نشان دکھایا نہ جائے گا۔ اور وہ ان سے جدا ہو کر پھر کشتی پر چڑھ کر پار گیا تا آیت ۱۳۔

دیکھو مسیح نے فریسیوں کو کہ حجت اور امتحان کے طور پر کوئی آسمانی معجزہ مانگتے تھے نہ کوئی معجزہ دکھایا۔ اور کسی اپنے اگلے معجزہ کا حوالہ دیا۔ بلکہ اُلٹا ایسا قول فرمایا کہ جس سے صاف سمجھا جاتا ہے۔ کہ اسکے بعد جناب مسیح سے کوئی معجزہ کسی کے سامنے صادر نہیں ہوا اسلئے یہ الفاظ " اس زمانے کے لوگوں کو " مسیح کے سب ہم عہدوں کو کیا یہودی کیا غیر یہودی شامل ہیں۔ اور اسیطرح یہ الفاظ " کوئی نشان یا معجز آیت (فارسی کی انجیل) ہر معجزہ یا نشان کو جو کسی طرح کا ہو شامل ہیں۔ اور اس قول کے مطابق لازم آتا ہے کہ بعض معجزات کا صدور جو مرقس نے اسکے بعد نقل کیا۔ صحیح نہیں۔ وگرنہ یہ قول " میں تم سے سچ کہتا ہوں " سچ نہیں ہے۔

دوسرا حوالہ ۲
ہیرودیس کے سامنے انکار

لوقا کی انجیل کے تئیسویں باب میں ہے۔ آیت ۹۔ ہیرودیس یسوع کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ کیونکہ بہت مدت سے اسے دیکھنا چاہتا تھا اور اسنے اس کی بہت سی باتیں سنی تھیں۔ اور اس امید میں تھا کہ اسکے کسی معجزے کو دیکھے۔ پس اس نے اس سے بہیترے سوال کئے۔ پر یسوع نے اسکو کچھ جواب نہ دیا۔ اور سردار کاہنوں اور فقیہوں نے کھڑے ہو کر اس پر شدت سے نالشیں کیں۔ تب ہیرودیس اور اسکے لشکر نے اسے ٹھٹھا کر کے حقیر کیا " تا آیت ۱۱۔

دیکھو اس حوالہ کے مطابق مسیح نے ہیرودیس کو باوجودیکہ وہ مسیح کے دیکھنے سے بہت خوش ہوا تھا۔ اور امیدوار و مشتاق تھا کہ اس کا کوئی معجزہ دیکھے کوئی معجزہ نہ دکھلایا بلکہ اسکے کسی سوال کا بھی جواب نہ دیا۔ اسپر اس نے آپ کی حقارت و تحقیر کی۔ اس بیان کی رو سے اغلب ہے۔ کہ اگر ہیرودیس کوئی معجزہ دیکھتا۔ تو وہ اور اس کا لشکر ضرور مسیح کے معتقد بنجاتے۔ اور یہود کو ملزم قرار دیتے۔ مگر مسیح نے کوئی معجزہ نہ دکھایا۔ اب اگر مسیح معجزات اسلئے دکھایا کرتا تھا کہ لوگ معجزات کو دیکھکر اس کی نبوت یا الوہیت پر ایمان لے آویں۔ تو ہیرودیس کا کیا قصور اگر وہ ایمان سے محروم رہا۔ تو اس کا کوئی قصور نہیں وہ تو امیدوار و مشتاق تہا۔ کہ مسیح کے معجزات کو دیکھے۔ مگر مسیح کے اس فعل کا کیا مطلب سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ معجزات نہ رکھتا تہا۔

تیسرا موضع متی کی انجیل کے چوتھے باب میں ہے۔ آیت ۳۔ تب امتحان کرنیوالے نے اس پاس آکر کہا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو کہہ کہ یہ پتھر روٹی بنجاویں۔ پر اس نے جواب میں کہا کہ لکھا ہے۔ آدمی صرف روٹی سے نہیں بلکہ ہر اس بات سے۔ جو خدا کے مُنہ سے نکلتی ہے۔ جیتا ہے۔ اسوقت شیطان اسے شہر مقدس سے لے گیا۔ اور بڑی عبادت گاہ کے کنگرے پر کھڑا کر کے اس سے کہا اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو آپ کو نیچے گرادے۔ کیونکہ لکھا ہے وہ اپنے فرشتوں کو تیرے لئے حکم کریگا۔ اور وہ تجھے ہاتھوں پر اُٹھا لینگے وغیرہ دیکھو آخر تک ؛؛

دیکھو اسجگہ مسیح اپنی معمولی ابنیت کو بھی معجزات کی رُو سے ثابت نہیں کرسکا۔ پھر کیونکر شیطان کی حکومت پر وہ فتحیاب ہوا۔ جبکہ اس کے سامنے کوئی معجزہ ہی نہیں دکھا سکا۔ ممکن ہے۔ اگر شیطان کو ایسے معجزات مسیح دکھاتا۔ تو وہ بھی اسپر ایمان لے آتا۔ مگر اسجگہ تو مسیح نے کوئی معجزہ اسے نہیں دکھایا۔ بلکہ صاف طور پر اپنی بے اختیاری اور عبودیت پر مُہر لگادی ؛

چوتھا موضع۔ عوام کی شہادت متی کی انجیل کے ستائیسویں باب میں ہے۔ آیت ۴۱ یوں ہی سردار کاہنوں نے بھی فقیہوں اور

بزرگوں کے ساتھ ٹھٹھا مار کے کہا۔ اس نے اوروں کو بچایا۔ پر آپ کو نہیں بچا سکتا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ تو اب صلیب پر سے اُتر آوے۔ تو ہم اسپر ایمان لائینگے ؂

دیکھو اس مقام پر سردار کاہن اور فقیہہ و بزرگ جو اہل یہود کے پیشوا و عالم تھے وعدہ کہتے تھے کہ اگر مسیح صلیب پر سے اتر آوے۔ تو ہم اسپر ایمان لے آوینگے۔ باوجود اسکے مسیح نے یہ معجزہ نہ دکھایا۔ حالانکہ اس میں کچھ ہرج نہ تھا۔ کہ امر خارق للعادت کے طور صلیب سے اُتر کر حجت کو پورا کر کے صلیب پر چڑھ جاتا۔ اور شہادت کے درجہ کے علاوہ کفارہ بھی ہو جاتا۔ اور ان منکرین کا مُنہ بند ہو جاتا۔ اور اتمام حجت ہو جاتی۔ صاف فیصلہ تھا۔ مگر مسیح نے جسے بخیال اسکی قوم کے ہر طرح کے معجزہ پر قدرت تھی یہ نہ کیا افسوس ؂

پانچواں حوالہ متی کی انجیل کے چھبیسویں باب میں ہے۔ آیت ۶۷ ”تب انہوں نے اس کے مُنہ پر تھوکا۔ اور اسے مکے مارے۔ اور ان کو طمانچہ مار کر کہا۔ اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا۔ یہ جو تجھے طمانچے مارتا ہے کون ہے“ دیکھو مسیح اگر بزعم شما عالم الغیب تھا۔ اور سب کچھ جانتا تھا۔ تو ان منکروں کو بتا دیتا کہ فلاں ہے۔ اور یہ تو رمال۔ جفار۔ منجم بھی اس زمانہ میں کر سکتے ہیں۔ کیسا اعلےٰ و اچھا موقعہ تھا۔ صرف اتنی سی کرامات پر ہزار ہا اسپر ایمان لے آتے۔ مگر مسیح نے وہاں ان کو یہ معمولی معجزہ بھی نہ دکھایا ؂

چھٹا حوالہ متی کی انجیل کے بارھویں باب میں ہے۔ آیت ۳۸ ”تب بعض کاہنوں اور فریسیوں نے اس سے کہا۔ اے استاد ہم چاہتے ہیں کہ تیرا ایک معجزہ دیکھیں۔ پر یسوع نے ان کو جواب میں کہا۔ اس زمانہ کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر انہیں کوئی معجزہ یونس نبی کے نشان کے سوا دکھایا نہ جائیگا کیونکہ جس طرح یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ اسیطرح ابن آدم تین رات دن زمین کے پیٹ میں رہیگا۔

دیکھو فقیہہ اور فریسی معزز گروہ علماء کا معجزہ طلب کرتے تھے۔ اسپر مسیح نے انہیں

بد اور حرامکار فرمایا۔ اور نہ اسوقت کوئی معجزہ دکھایا۔ اور نہ کسی اپنے پہلے دکھلائے ہوئے معجزے کا حوالہ دیا۔ بلکہ غصے کی راہ سے ایک ایسے معجزے کا وعدہ کیا۔ جس کو ان فریسیوں اور فقیہوں نے بچشم خود دیکھا بھی نہیں۔ اور معجزہ باہرہ ہونا چاہیئے۔ تاہر مخالف و معاند پر اتمام حجت ہو جاوے۔ بلکہ یہود میں تو آج تک مشہور ہے کہ مسیح کے شاگرد اس کی لاش کو اس کی قبر میں سے چرا لے گئے۔ متی ۲۸/۱۳۔ اور یہ امر کہ مسیح تین رات دن قبر میں رہا۔ واقعات کی رُو سے غلط ہے۔ اوّلاً ایوب ۱۴ کے خلاف ہے اور اعمال ۲۶/۲۲ و کورنتھی ۱۵/۲۴ کی رو سے کئی اعتراضات اسپر وارد ہوتے ہیں۔ اور نیز اصل نسخہ میں متی ۱۲/۴۰ یوں ہے "تین رات اور تین دن" مگر اناجیل کی رُو سے مسیح ایک دن اور دو رات قبر میں رہے۔ لہذا یہ بھی غلط ہُوا ؂

ساتواں مقام یوحنا کے چھٹے باب میں یہود کے ساتھ مسیح کی گفتگو یوں منقول ہے آیت ۲۸ "انہوں نے اس سے کہا ہم کیا کریں تاکہ خدا کے کام بجالاویں۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا۔ خدا کا کام یہ ہے۔ کہ تم اسپر جسے اس نے بھیجا۔ ایمان لاؤ۔ اُنہوں نے اس سے کہا۔ پس تو کونسا معجزہ دکھاتا ہے۔ کہ ہم دیکھ کر تجھ پر ایمان لاویں" دیکھو اس جگہ مسیح نے اپنے تئیں خدا کا رسول قرار دیکر یہود سے ایمان لانے کی درخواست کی۔ تو انہوں نے کہا تو کونسا معجزہ دکھاتا ہے کہ ہم دیکھ کر تجھ پر ایمان لاویں۔ اس وقت مسیح نے نہ کوئی معجزہ دکھایا۔ اور نہ آپ ان کے جواب میں کسی پہلے معجزے کا حوالہ دیا کہ دیکھو فلاں معجزہ کو دیکھ کر تم کیوں ایمان نہ لائے۔ یا کیوں ایمان نہیں لاتے۔ بلکہ اور باتوں میں ڈال کر ٹال دیا۔ جیسا اس سارے باب کے مطالعہ سے ظاہر و باہر ہے۔ اور یہودیوں کے قول سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے آگے کوئی معجزہ نہیں دیکھا تھا۔ اور اگر دیکھا بھی تھا۔ تو اسے بمنزلہ عدم کے سمجھتے تھے۔ اس جگہ یہود کو ضرور معجزہ دکھانا چاہیئے تہا۔ کیونکہ یہود کا یہ مطالبہ مسیح کی نبوت کے دوسرے سال میں تھا۔ پس ایسی ابتدائی حالت میں نبوت کے تسلیم کروانے کے واسطے ضروری کوئی معجزہ اس مجلس میں دکھانا چاہیئے تہا۔ مگر مسیح کوئی

معجزہ نہ دکھا سکا۔ پھر معجزات کس کے لئے تھے؟

آٹھواں موضع مقدس پولوس اپنے خط بنام اہل کرنتھ نمبر اوّل میں لکھتے ہیں۔ "جبکہ یہودی کوئی معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اور یونانی لوگ حکمت کی تلاش کرتے ہیں مگر ہم مسیح مصلوب کا وعظ کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ یہودیوں کے حق میں ٹھوکر کا پتھر اور یونانی کے نزدیک نادانی ہے ۱/۲۳"۔

نسخہ فارسیہ میں ہے "ہرچند یہود متفحص آیت و یونانیان جویائے حکمت اند۔ لیکن ماندائے کنیم بر مسیح مصلوب۔ نسخہ عربی میں ہے۔ "لان الیہود یطلبون الآیت والیونانیون یطلبون الحکمۃ فاما نحن فاننا نبشر بالمسیح مصلوبًا۔ دیکھو اس میں صاف مرقوم ہے کہ جب یہودی کوئی معجزہ طلب کرتے ہیں۔ تو ہم مسیح مصلوب کا وعظ کرنے لگتے ہیں اور جو لفظ ہم اور ما اور نحن کا متکلم مع الغیر کی ضمیر ہے۔ تو دلالت کرتا ہے کہ کچھ عیسائیوں کے مقدس پولوس پر ہی منحصر نہیں۔ سارے حواریوں کا یہی حال تھا۔ کہ جب یہودی معجزہ مانگتے تھے۔ ان کا جواب یہی تھا۔ کہ وعظ کرنے لگتے تھے۔ تو دیکھو یہودی حواریوں کے زمانے تک معجزہ مانگتے رہے۔ اور اسکے طلب پر نہ تو مسیح نے کبھی معجزہ دکھایا نہ حواریوں نے۔ لہذا ان یہود کے اہل علم کے ایمان نہ لانے کا سبب یہی تھا کہ وہ معجزہ نہ دکھا سکتے تھے۔ اب مسیحیوں کا یہ کہنا کہ مسیح ایسے ایسے معجزات رکھتا تھا خود کتاب مقدس کی رُو سے کیسا غلط و مہمل ثابت ہُوا۔ کیونکہ دیکھو صاف واضح ہے کہ اگر مسیح معجزہ دکھانے کی طاقت رکھتا۔ تو ہیرودیس کو کہ بڑا اشتاق تھا۔ فریسیوں اور یہودیوں کو ضرور معجزہ دکھاتا۔ لہذا اسی طرح پولوس رسول اور دیگر حواریین نے بھی کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ اور یہ مقدس رسول پولوس کا کلام عین اسی طرح کا ہے۔ جس طرح کا کلام عیسائی معترضین پیش کیا کرتے ہیں کہ دیکھو قرآن میں صاف لکھا ہے کہ پیغمبر کو اظہار معجزات کے لئے نہیں بھیجا۔ بلکہ صرف وعظ کہنے کے لئے"۔ تو اپنی آنکھ کے شہتیر کو ضرور دیکھ۔

نکتہ چیں را چشم مے باید نخست۔

ایک آخری ضروری گذارش

رسالہ حقائق قرآن کا ایک جواب منجانب مسٹر محمد علی ایم۔ اے پیغامیہ بلڈنگس بھی لکھا گیا ہے۔ جس کا نام حقیقۃ المسیح ہے۔ وہ بھی ہماری نظر سے گذرا جسمیں وہی لٹریچر ہے۔ جو حضرت اقدس مسیح موعود اور آپکے خلفاء کا ایسے اعتراضات کے جواب میں ہے۔ اور جو ہر کہ ومہ احمدی اپنے دل میں لئے ہوا ہے۔ اور موقعہ پر معمولی احمدی بھی وہی جوابات سناکر مسیحیوں کو خاموش کرا سکتا ہے۔ مگر اس میں ایک جدت جو مسٹر موصوف کی اپنی ہے۔ جسمیں مسیح موعود کی سراسر مخالفت ومعاندت ٹپکتی ہی عجیب ہے چنانچہ مسیح کی "پیدائش بے پدر" کی نسبت لکھتے ہیں اسکے برخلاف حضرت مسیح کا معمولی انسانوں کی طرح پیدا ہونا قرآن کریم میں صاف مذکور ہے" ص قرآن کریم اسوقت جبکہ آپ رسالہ ریویو کے ایڈیٹر تھے۔ یہی تھا اس وقت تو آپ بھی ہماری طرح مسیح کی پیدائش کو بے پدر تسلیم کرتے تھے۔ مگر اب دوسرے عقاید کیطرح اس کو بھی تبدیل کر لیا۔ دیکھو ریویو ص صفحہ ۲۷۵۔ وہ جبکو تم نے "مسیح موعود اپنا پیشوا وامام" "حکم وعدل" تسلیم کیا تھا۔ جسکے روحانی فرزند ہونے کے آپ مدعی ہیں۔ جو قرآن سکھانے آیا تھا۔ جس کا کام جس کی ڈیوٹی اور جس کا فرض منصبی کسر صلیب تھا۔ وہ تو یہی عقیدہ رکھتا تھا۔ اور اسی عقیدہ کو اس نے اپنے اور اپنی جماعت کے عقاید کے مسلمات میں تسلیم کیا ہے۔ کہ مسیح بے باپ تھے۔ چنانچہ مواہب الرحمٰن میں سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کو سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے والوں کے عقائد میں داخل کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ "جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ یوسف کے نطفے سے پیدا ہوئے۔ وہ حقیقت کو جہالت سے نہیں سمجھتے"۔ اور لکھا ہے کہ جو اس مسیح کے بے باپ پیدا ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کی قدر کو جیسا کہ اس کا حق ہے نہ جانا اور باوجود وجود بدر کے ظلمت میں بیٹھ گئے"۔ آپ کے کلمات طیبات سے ہے۔ "جو اللہ تعالے کو مسیح کے بے باپ پیدا کرنے پر قادر نہیں سمجھتا۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔ مگر مسٹر موصوف نے باوجود ان سخت تنبیہات کے ہوتے ہوئے حقیقت کو جہالت سے نہیں سمجھا۔ اور باوجود وجود بدر کے ظلمت میں بیٹھ گئے"۔

مولویصاحب قرآن شریف آپ مسیح موعود سے زیادہ سمجھ یا سمجھا سکتے ہیں کیا آپ اس کاسر صلیب سے زیادہ کسر صلیب کر سکتے ہیں۔ اگر مسیح کی پیدائش بے پدر ماننے میں۔ عیسائیوں کی مدد و امداد ہے۔ تو پھر کیا مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام عیسائیوں کے ممد و معاون تھے۔ کیا اگر اس سے کسر صلیب بوجہ احسن ہو سکتی تھی۔ تو یہ حربہ مسیح موعود کو کیوں نہ دیا گیا۔ آپ پر واجب ہے۔ کہ اگر دلائل کی رُو سے آپنے اس مسئلہ کو تسلیم کیا ہے تو پہلے رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۵ء کے اس مضمون کا جس میں قرآن شریف و بائیبل کی رُو سے مسیح کو بے باپ ثابت کیا گیا ہے۔ اور جس کا جواب نہ ہو سکنے کی وجہ سے آپ کے "پروفیسر فضل الٰہی" کو پیغام بلڈنگس کو ترک کرنا پڑا تھا۔ پہلے جواب تحریر کریں۔ اور اب جو آیات قرآن شریف کی آپنے پیش کی ہیں۔ ان کا جواب تو پہلے ہو چکا ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ آپ اس بات کا دو حرفی جواب دیدیں کہ کیا آپ مسیح موعود علیہ السلام سے زیادہ قرآن سمجھ یا سمجھا سکتے ہیں یا ان سے زیادہ مسیحی مذہب کی تردید و ابطال کر سکتے ہیں یا اناجیل کی رو سے بھی اسی مذکورہ رسالہ میں بحث ہو چکی ہے۔ مگر یہ جو آپنے اب متی ب۱ د۱۸ پیش کیا ہے۔ آپ کی تائید سے خارج ہے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے "اور ان کے اکٹھا آنے سے پہلے وہ رُوح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی" اکٹھا آنے سے کیا مراد ہے یاد رہے۔ کہ اصل یونانی میں اکٹھا آنے کے لئے "سوالتہائن"[1] ہے۔ جسکے معنے مجرد مجامعت کے لئے باہم ملنا ہے۔ مراد یہ کہ مجامعت سے قبل حاملہ تھی۔ جبھی تو یوسف بموجب استثنا ۲۴ باب کے اُسے چھوڑنا چاہتا تھا۔ اگر یوسف کے نطفہ سے وہ حاملہ ہوئی تھی تو پھر یوسف کا چھوڑنا چہ معنی دارد۔ کیا مباشرت کو وہ بھول گیا تھا یہ یوسف کا صاف انکار ہے۔ مسیح کے پدر ہونے سے۔ پھر آیت ۲۵ میں ہے "اسکو نہ جانا" اس کے کیا معنے؟ یعنی پیدائش مسیح سے پہلے یوسف مریم کے پاس نہیں گیا۔ کیونکہ پیدا ہونیوالا موعود رُوح القدس کی قدرت سے تھا ؛

پھر علاوہ ازیں آپ کو معلوم ہو کہ لوقا میں ہے۔ اور چھٹے مہینے جبری ایل فرشتہ

[1] سو کے معنے اکٹھا باہم۔ التہائن کے معنے آنا جانا۔ اصطلاح عام میں مجرد مجامعت کے لئے ہے ؛

خدا کی طرف سے ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا۔ ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا۔ لوقا ۱/۲۶
لفظ کنواری اصل یونانی میں ہے۔ پارتھے ناس Παρθενος
ہے۔ پروفیسر رابنس اور ہومر کے نزدیک اسکے معنے مجرد کنواری عہد عتیق کے مصری ترجمہ میں اور عبری کے عہد عتیق کے نسخہ جات میں ذیل کے مقامات میں عبری نسخوں میں موجود ہے۔ کنواری عَلْمَاہ پیدائش ۲۴/۴۳ و خروج ۲/۸ زبور ۶۸/۲۵ ۔ امثال ۳۰/۱۹ ۔ غزل الغزلات ۱/۳ ۔ غزل الغزلات ۶/۸ ۔ اس مقام کو بغور دیکھو) یسعیاہ ۷/۱۴ ۔

اہل لغت میں سے ڈاکٹر سمتھ صاحب کی بیبل ڈکشنری دیکھو۔ اس میں صاف لکھا ہے ”لفظ علماہ قبل تولد کے جو بکارت کو صاف اور صریح ظاہر کرتا ہے۔ کبھی دلھن یا منگیتر زوجہ کے لئے نہیں بولا گیا۔ مجرد اسکے معنے کنواری ہے۔ جو مرد سے ناآشنا ہو“
اسکے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف نے امثلہ جات پیش کی ہیں۔

پس مولوی صاحب بہتر ہو کہ آپ اس اپنے پروردہ خیال کو ترک کر دیں یا اسکو شہر کہتے وقت بیبل اور قرآن شریف کا نام نہ لیا کریں۔ صرف یہ کہہ دیا کریں کہ ”ہماری عقل اس کو تسلیم نہیں کرتی“ قرآن شریف تو آپ مسیح موعود علیہ السلام سے زیادہ نہیں جانتے۔ اور بیبل سے آپ ناآشنا محض ہیں۔ خصوصاً اس کی اصلی زبان سے۔ پس آپ اپنی پردہ دری نہ کرائیں۔ یہ آپ کے لئے بہتر ہو گا۔

عیسائیوں کو جواب

مسیحیوں کو معلوم ہو۔ کہ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا کوئی فضیلت نہیں رکھتا اول تو یہ معجزہ باہرہ نہیں۔ اس کا علم صرف مریم کو ہو سکتا ہے۔ دوئم۔ ملک صدق سالیم یعنے صلح کا بادشاہ دیکھو عبرانی ۷/۳ ۔ جس کا نہ ماں نہ باپ نہ نسبتانہ نہ عمر کا شروع نہ آخر۔ مسیح کی تو والدہ تھیں۔ اسکے ماں اور باپ ہر دو نہیں۔ کیا مسیح سے افضل و اعلیٰ ہے۔ بغیر ماں یا باپ پیدا ہونا کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ اس امر کی رُو سے کوئی اعلےٰ یا ادنیٰ نہیں ہو سکتا۔ البتہ ایک جہت سے ادنیٰ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ محبت پدری سے ناآشنا ہوتا ہے۔ فقط۔

جواب کا طالب
بندہ عبد الخالق نومسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اذان

اذان کے معنے لغۃً - اطلاع دینا ہے - وجہ مناسبت یہ کہ مؤذن بھی نماز کے وقت دوسرے بھائیوں کو اطلاع دیتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے - آکر نماز پڑھ لیں ؎

اذان کا ابتدا - اذان کا ابتدا بخاری شریف میں اس طرح پر مرقوم ہے - ان ابن عمر کان یقول کان المسلمون حین قدموا المدینۃ یجتمعون فیتحینون الصلاۃ لیس ینادی لہا فتکلموا یوماً فی ذلک فقال بعضہم اتخذ وا ناقوسا مثل ناقوس النصاریٰ وقال بعضہم بوقا مثل قرن الیہود فقال عمر اولا تبعثون رجلاً ینادی بالصلاۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بلال قم فناد بالصلاۃ رواہ البخاری -

ترجمہ - ابن عمر کہتے تھے کہ جب مسلمان مدینے میں آئے - اکٹھے ہوتے پس نماز کا وقت مقرر کرتے - اذان نہیں دی جایا کرتی تھی - ایک دن اس بارہ میں انہوں نے گفتگو کی - تو بعض نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح نماز کے وقت ناقوس یا یہود کی طرح قرن بجایا جایا کرے - تو عمرؓ نے کہا کہ تم ایک آدمی کیوں نہیں اٹھاتے - جو کہ اذان دے - تو رسول کریمؐ نے حضرت بلال کو اذان کے لئے فرمایا تو اس نے اذان دی -

اذان کا وقت - نماز کے وقت اذان دی جاوے - وقت سے پہلے نہ دیجائے - اگر وقت سے پہلے دیجاوے تو اعادہ کیا جاوے - مگر فجر کی نماز کے واسطے اذان امام ابی یوسف وشافعیؒ کے نزدیک آدھی رات سے درست ہے - لیکن باقی فقہاء کے نزدیک وقت سے پہلے جائز نہیں - اسلئے کہ اذان واسطے اطلاع کے ہے - اور قبل وقت کے تجہیل ہے - اسواسطے جب تک فجر ظاہر نہ ہو - اذان نہ دیجائے - دوسری بات یہ کہ طرز عمل صحابہ کا بھی اسی طرح مروی ہے

مؤذن کون ہو - مؤذن وہ ہونا چاہیئے - جو کہ وقتوں کو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب موعود کو

پہنچے۔ یا نماز کے وقت کوئی شخص اذان دیدے۔ جیسے کہ رسول کریمؐ فرماتے ہیں۔ اذا حضرت الصلٰوۃ فلیؤذن لکم احدکم متفق علیہ۔

اذان کا ثواب یا اجر۔ اذان دینے والے کے لئے رسول کریمؐ فرماتے ہیں۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ قال لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لا یجدوا الا ان یستھموا علیہ۔ کہ اگر لوگ جو کہ اذان دینے میں ثواب کا جانیں۔ تو پھر سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہ پائیں۔ مگر یہ کہ قرعہ ڈالیں۔ رواہ البخاری۔ پھر رسول کریمؐ فرماتے ہیں۔ عن معاویۃ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول المؤذنون اطول الناس اعناقاً یوم القیٰمۃ۔ رواہ مسلم کہ موذن قیامت کے دن لمبی گردنوں والے ہونگے۔ پھر فرمایا۔ لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شی الا شھد لہٗ یوم القیامۃ۔ رواہ البخاری۔ کہ نہیں سنتا درازی آواز موذن کو کوئی جن وانس۔ اور نہ کوئی اور چیز۔ مگر وہ گواہی دے گی اسکے لئے قیامت کے دن۔ پھر فرمایا۔ من اذن سبع سنین محتسباً کتب لہٗ براءۃ من النار۔ رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ کہ جو سات سال طلب ثواب کے لئے اذان دیوے۔ اسکے لئے آگ سے برأت لکھی جاوے گی۔

طریق اذان۔ اذان دیتے وقت قبلے کی طرف منہ کیا جائے۔ اور دونوں شہادت کی انگلیوں کو کانوں میں رکھا جاوے۔ اسلئے کہ کانوں میں انگلیاں رکھنا آواز کو بلند کرتا ہے۔ جیسے کہ رسول کریمؐ فرماتے ہیں۔ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امر بلالاً ان یجعل اصبعیہ فی اذنیہ قال ھذا ارفع لصوتک۔ رواہ ابن ماجہ۔ اور ٹھہر ٹھہر کے الفاظ اذان ادا کرے اور نہ گاوے اس طرح پر کہ کچھ حرکت یا حرف مد کو بڑھاوے۔ اور فقط اچھی آواز سے کہنا مکروہ نہیں۔ بلکہ اچھا ہے۔ اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں دائیں بائیں منہ کیا جائے۔

ترجیع اذان میں جائز ہے۔ ترجیع یہ ہے کہ کلمے شہادتین کے پہلے دوبار آہستہ پڑھے جاویں۔ پھر دوسری دفعہ دوبار اونچی آواز سے موذن کہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

عن ابی محذورۃ قال القیٰ علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاذین ھو بنفسہ۔ فقال قل اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ مرتین اشہد ان محمداً رسول اللہ مرتین ثم تعود فتقول اشہد ان لا الٰہ الا اللہ مرتین واشہد ان محمداً رسول اللہ مرتین الخ رواہ مسلم۔ یعنے پہلے دو دو دفعہ کلمے شہادتین کے پڑھ کر پھر دوسری دفعہ دونو کلمے دو دو دفعہ کہے۔

سامعین اذان کا کام۔ سامعین اذان کے لئے رسول کریم فرماتے ہیں۔ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ قال اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن رواہ البخاری۔ یعنے جب کوئی تم سے اذان سُنے۔ تو مؤذن کی طرح ساتھ ساتھ کہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے۔ ثم قال حی علی الصلاۃ قال لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ثم قال حی علی الفلاح۔ قال لاحول ولا قوۃ الا باللہ ثم قال اللہ اکبر اللہ اکبر قال اللہ اکبر اللہ اکبر ثم قال لا الٰہ الا اللہ قال لا الٰہ الا اللہ من قلبہ دخل الجنۃ۔ یعنی جب موذن حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح تو سامعین لاحول پڑھیں۔ اگر وہ سب کچھ دل سے کہیں گے۔ تو جنت میں داخل ہو جائینگے۔

کسکی اذان مکروہ ہے۔ جنبی۔ عورت۔ سُست۔ مجنون کی اذان مکروہ ہے۔ اور اعادہ ان کا مستحب ہے۔ اور بے وضو اذان دے سکتا ہے۔ اسلئے کہ اذان ذکر ہے نماز نہیں کہ اسکے واسطے طہارت شرط ہو جاوے۔ مگر باوضو ہونا بہتر ہے۔

گھر میں نماز پڑھنے کا حکم۔ جو شخص گھر میں نماز پڑھے۔ اور اسکے محلے کی مسجد میں اذان ہوتی ہو تو وہ بغیر اذان واقامت کے نماز پڑھے تو جائز ہے۔

کن کن نمازوں میں اذان دیجاوے۔ اذان سنت ہے ہر پانچوں نمازوں میں اور نماز جمعہ کے واسطے اور سوا اسکے نوافل وغیرہ میں اور قبل وقت کے سنت نہیں۔ تو عیدین اور کسوف وخسوف کی نماز میں اذان نہ دی جاوے گی۔ حدیث میں آیا ہے۔ عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ قالا لم یکن یؤذن یوم الفطر ویوم الاضحیٰ۔ پھر لکھا ہے۔ اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلوٰۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شیء لا نداء

یومئذ ولا اقامة ۔ رواہ مسلم ۔ کہ عیدین کی نماز کے لئے نہ اذان کی ضرورت ہے اور نہ تکبیر کی اور قضاء کے واسطے بھی اذان کہنا بعد وقت کے سنت ہے ۔ اور اگر بہت ساری نمازیں فائتہ ہوں تو پہلی کے لئے اذان اور اقامت کہے ۔ باقیوں کے لئے اقامت کافی ہے ۔

اسلام کی فضیلت غیر مذاہب پر

اسلام میں دوسرے مذاہب سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ غیر مذاہب میں جو میلے سال بسال ہوتے ہیں ۔ اسمیں بہت سارے گندے قبیح مکروہ بد افعال کئے جاتے ہیں ۔ لیکن اسلام میں جو خوشی کے دن بھی رکھے گئے ہیں ۔ مثلاً عیدین ان میں بھی انسان کے پیدا ہونے کی غرض یعنے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کو ملحوظ رکھتے ہوئے عبادت ہی بتلائی گئی ہے ۔ تو مومن کو عیدین میں یہ خوشی ہوتی ہے کہ اے خدا آگے تو ہم پانچ نمازیں پڑھاتے تھے ۔ آج ہمارا خوشی کا دن ہے ۔ اسلئے آج ہم ایک چھٹی نماز تیرے حضور گذارتے ہیں ۔ اسی طرح غیر مذاہب میں جب عبادت کی جاتی ہے ۔ تو کوئی ناقوس بجاتا ہے کوئی قرن کوئی جرس ۔ لیکن اسلام میں عبادت کے واسطے بلانے کے لئے بھی خدا کا نام ہی رکھا ہے اور نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اسلام فطرة اللہ التی فطر الناس علیہا انسانی فطرت کے مطابق واقع ہوا ہے ۔ اور اسکی ہر ایک بات میں انسانی فطرت کو ملحوظ رکھا گیا ہے ۔ مثلاً اذان ہے ۔ اسکو ایسی ترتیب دیگئی ہے کہ جسقدر انسانی فطرت میں سوال ہو سکتے تھے ۔ ان کا جواب بھی ساتھ دیا گیا ہے ۔ اب اذان کا ترجمہ بطور سوال و جواب کے ذیل میں لکھا جاتا ہے ۔

ترجمہ اذان

پہلے مؤذن جب اللہ اکبر کہکر پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اے سننے والو ۔ میں تمہیں اس خدا کے ذکر کی طرف بلاتا ہوں جو سب سے بڑا ہے ۔ چار دفعہ اللہ اکبر کہکر یہ بتاتا ہے کہ دیکھو تین دفعہ آواز دینے کا حکم ہے ۔ لیکن یہ خدا تعالے کا حکم ہے اسلئے میں چار دفعہ پکار دیتا ہوں تو آگے سامعین ندا کی طرف سے دو سوال ہو سکتے تھے ۔

(۱) انسان کی عادت ہے کہ جب کوئی بلا دے تو اس پکارنے والے کو پکارتا ہے کہ تو

مجھے بلانیوالا کون شخص ہے۔

جواب - تو مؤذن کلمہ شہادتین پڑھ کر کہتا ہے کہ میں تجھے بلانیوالا ایک مسلمان ہوں اگر صرف اشہد ان لا الہ الا اللہ ہی ہوتا۔ تو کافی نہیں تھا۔ کیونکہ کوئی کہہ سکتا تھا ایک خدا تو کئی ملتے ہیں جیسے آریہ۔ تو مؤذن اشہد ان محمداً رسول اللہ کہکر بتا دیتا ہے۔ کہ میں دین محمدؐ یعنے اسلام پر چلنے والا شخص ہوں۔

(۲) دوسرا سوال یہ ہو سکتا تھا کہ کوئی کہے کہ تم تو مجھے اس خدا کی طرف بلاتے ہو۔ جو رب سے بڑا ہے۔ مَیں جو اس سے چھوٹے خدا اور معبود ہیں۔ انکی اسوقت عبادت کر رہا ہوں۔

جواب - تو مؤذن اسکے جواب میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کہکر جواب دیتا ہے کہ خدا کے واسطے کوئی اور معبود نہیں۔ صرف پرستش کے لائق وہی ایک ہستی ہے۔ اور کوئی نہیں اور نہ دین محمدؐ یعنے اسلام میں حکم ہے کہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرو۔

سوال - پھر دریافت کے بعد کہ بلانے والا کون ہے سوال کیا جاتا ہے (جو سننے والا کہتا ہے) کہ تو مجھے کس لئے بلاتا ہے۔ کونسا ایسا کام ہے۔ جسکے لئے تو مجھے بلا رہا ہے

جواب - مؤذن جواب میں حیّ علی الصلوٰۃ کہتا ہے کہ اے سننے والے میں تجھے نماز کے لئے بلا رہا ہوں کہ آ کر نماز پڑھ۔

سوال - پھر اذان کے سامع کی طرف سے سوال ہوتا ہے کہ مَیں جو اپنا کام چھوڑ کر آؤں مجھے نماز پڑھنے سے کیا فائدہ ہو گا۔

جواب - تو مؤذن جواب میں کہتا ہے کہ حیّ علی الفلاح۔ کہ اگر تو نماز پڑھے گا۔ تو تُو کامیاب ہو گا اور تجھے آرام حاصل ہو گا۔ اسپر

سوال - نماز فجر کی اذان میں سامع کی طرف سے یہ سوال ہوتا ہے کہ اسوقت تو مجھے میٹھی میٹھی نیند آ رہی ہے۔ کیسی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اور بڑا سرور حاصل ہے

جواب - تو مؤذن جواب میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہتا ہے کہ نماز نیند سے بہتر ہے۔ اور یہ سرور تو عارضی ہے۔ لیکن نماز پڑھنے سے جو سرور حاصل ہو گا وہ دائمی ہو گا اسلئے اس عارضی راحت و سرور کو چھوڑنا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ دائمی سرور کو چھوڑا جائے

اس کے بعد پھر مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کہہ کر پکارتا ہے۔ اور اپنے ذمہ سے فارغ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارا کام تو اطلاع دینا تھا۔ سو ہم نے اطلاع دیدی۔ اور آپ کے سوالوں کا جواب بھی دیدیا۔ پس مبارک ہے وہ جس نے کہ اس ندا پر عمل کیا۔ اور نماز کی طرف چلا گیا۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔

جلال الدین از سیکھواں

حق الیقین فی معنے خاتم النبیین

یہ تازہ تالیف مولانا حکیم عبید اللہ صاحب بسمل کی ہے۔ جو علمار کبار سلسلہ احمدیہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی مخلص ہیں۔ اس کتاب میں مسئلہ ختم نبوت پر آپ نے سیر کن بحث کی ہے۔ اور کوئی پہلو تشنۂ تحقیق باقی نہیں چھوڑا اسی طرح حدیث لا نبی بعدی کی خوب چھان بین کی ہے۔ نبوت کی تعریف۔ آیت آخرین منھم لما یلحقوا بھم اور مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد پر شرح و بسط سے لکھا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ لکھنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سب سے پہلے مخالف اور مولوی محمد احسن صاحب امروہی سب سے آخری دشمن مولوی محمد علی مونگیری (ابو احمد رحمانی) اور مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے مقابل پر ہمارے فاضل مبارز نے جو رخنے وا کئے ہیں۔ اور اپنے شمشیر قلم کے خوب جوہر دکھائے ہیں۔ میں انشاء اللہ یہ کتاب لفظ بلفظ پڑھ کر مفصل ریویو کروں گا۔ فی الحال احباب کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کی قدر کریں۔ ورنہ نہایت افسوس ہوگا۔ اگر ایک ماہ کے اندر اندر کل کتاب نہ نکل گئی۔ مولانا ایک دور افتادہ زندگی بسر کرنے والے بزرگ ہیں۔ سامان طباعت خصوصاً کاغذ کی گرانی۔ بایں ہمہ آپ نے ۲۴۸ صفحے کی کتاب ۲۰×۲۶/۸ تقطیع عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپوائی ہے۔ ایک روپیہ قیمت اخراجات طبع کے قریب ہے

اور بہت سی رقم ابھی قرض واجب الادا ہے۔ اسلئے احباب کو چاہیئے کہ جلد سے جلد اسے خرید لیں۔ اور مخالفین پر اتمام حجت کریں۔ کتاب خدا کے فضل سے ایک زبردست ہتھیار حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننے والی جماعت کے ہاتھ میں ہے۔ مبارک وہ جو اسے اپنے پاس رکھیں۔

اس کتاب کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد

میں نے مکرمی مولوی عبد الشید صاحب کی کتاب حق الیقین کا مطالعہ کیا ہے اور اسے نہایت مفید پایا ہے۔ مسئلہ نبوت کے متعلق جو کچھ اختلاف اسوقت احمدیوں یا غیر احمدیوں میں ہے یا جو اختلاف کہ اسوقت بعض احمدی کہلانے والے ہم سے رکھتے ہیں۔ اسکے متعلق مولوی صاحب نے نہایت بسط سے اس کتاب میں بحث کی ہے۔ اور خوب کی ہے۔ اور کئی نئی دلائل اس میں درج کی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت صداقت پسند طبائع کے لئے بہت مفید ہوگی۔ ہماری جماعت کے احباب کو چاہیئے کہ جہانتک ہو سکے۔ اسکی اشاعت میں سعی کریں تاکہ متلاشیان حق کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے۔ اللہ تعالیٰ مولویصاحب کو ان کی محنت و کوشش کے بدلہ میں جزائے نیک عطا فرمائے اور اسکے اچھے سے اچھے ثمرات پیدا کرے۔

خاکسار مرزا محمود احمد

تشحیذ [illegible]

ماہ دسمبر سے رسالہ کے ساتھ ان تمام [illegible]

فہرست بھی دی جاتی تھی جو قادیان میں [illegible]

معرفت بھیجتی ہیں آئی نسبت احباب [illegible]

دلائی جاتی ہے کہ [illegible]

[illegible]

سی ہو۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

کافوری جنتری ۱۹۱۹ سنہ عیسوی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی تیار کردہ سب جنتریوں سے اعلیٰ کافوری جنتری رنگین ۱۹۱۹ء کی چکنے کاغذ پر چھپی ہے۔ اور بلاقیمت و محصولڈاک قدر دانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو دس متفرق جگہ کے پڑھے لکھے ہوئے اشخاص کے نام اور پتہ لکھ کر بھیجدیئے مذکورہ بالا جنتری بذریعہ ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کر دیجاویگی ؛

قوت کی گولیاں

اس برس تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں۔ طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس اسکینیا ڈامینا ملاکر یہ گولیاں بنی ہیں۔ اسلئے مغز۔ ریڑھ۔ رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعویٰ رکھتا ہیں۔ زیادہ محنت جوانی کی خرابی و بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو۔ ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ٹوٹے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت ۴۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایکروپیہ۔ محصولڈاک ایک سے دو شیشی تک ۵ر

دیکھئے جناب ایڈیٹر صاحب مخبر دکن کیا تحریر فرماتے ہیں۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تعریف پر خیال کرکے تیس گولیاں منگائیں اسکے تیر بہدف اثر اور فوائد پر نظر کرتے ہیں تو ان گولیوں کی قیمت بجائے ایک روپیہ کے تیس روپے رکھنی چاہیئے تھی۔

طاقت بڑھانیوالا پھل

کولانٹ افریقہ کا ایک نہایت قوت دینے والا پھل ہے زیادہ فکر یا محنت کی وجہ یا غم و بیماری و تبدیلی آب و ہوا کی سبب سے بدن کمزور ہو گیا ہو تو اسکو استعمال کیجئے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے یہ دم کو بڑھاتا ہے اسلئے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑھائی کشتی و کثرت ناچ گانا پڑھنا پڑھانا وغیرہ کاموں میں پہلے اسکو استعمال کرنیسے دم نہیں پھولتا نہ ہول دل۔ دھڑکن کو روکتا ہے رات کو جاگتا ہو اسکو پی لیجئے تکان نہیں ہوگا شراب و افیون کی عادت کو چھوڑاتا ہے مفصل حالت کی فہرست بلاقیمت منگواکر دیکھئے۔ قیمت ۳۲ خوراک کی شیشی

ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۔ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ۔